اردو سے انگریزی لغت نویسی:

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تنقیدی جائزہ

(تحقیقی مقالہ ایم ایس اُردو)

مقالہ نگار:

شیر باز

رجسٹریشن نمبر:125-FLL/MSURDU/F14

نگران:

ڈاکٹر سید کامران عباس کاظمی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

معاون نگران:

جناب فرخ ندیم

لیکچرار، شعبہ انگریزی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

شعبۂ اُردو

کلیۂ زبان وادب

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

2017

International Islamic Univ.
CENTRAL
LIBRARY
ISLAMABAD

Accession No. IH-22496

MS
491.4393
شی ا

اردو زبان - لغت نویسی

تحقیق و تنقید

مقالے کے دفاع اور منظوری کا فارم

درج ذیل مقالہ شعبۂ اُردو، کلیہ زبان و ادب، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں MS اُردو کی ڈگری کی جزوی منظوری کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ زیرِ دستخطی نے یہ مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے اور MS اُردو کی ڈگری تفویض کرنے کی منظوری دیتے ہیں۔

مقالے کا عنوان: **"اُردو سے انگریزی لغت نویسی: اوکسفرڈ اُردو انگریزی لغت کا تنقیدی جائزہ"**

مقالہ نگار: شیر باز

رجسٹریشن نمبر: 125-FLL/MSURDU/F14

کمیٹی دفاعِ مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر ایاز افسر
ڈین
کلیۂ زبان وادب
آئی آئی یو، اسلام آباد

ڈاکٹر عزیز ابن الحسن
صدر
شعبۂ اُردو
آئی آئی یو، اسلام آباد

ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر
ایسوسی ایٹ پروفیسر (اُردو)
اے آئی او یو، اسلام آباد
بیرونی ممتحن

ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد
اسسٹنٹ پروفیسر (اُردو)
آئی آئی یو، اسلام آباد
اندرونی ممتحن

ڈاکٹر کامران عباس کاظمی
اسسٹنٹ پروفیسر (اُردو)
آئی آئی یو، اسلام آباد
نگران مقالہ

فرخ ندیم
لیکچرار (انگریزی)
آئی آئی یو، اسلام آباد
معاون نگران مقالہ

مارچ، 2019ء

اقرار نامہ

میں، شیر باز حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ اس مقالے میں پیش کیا گیا کام میرا ذاتی ہے اور بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد کے ایم ایس سکالر (اُردو) کی حیثیت سے شعبہ اُردو، نگران: ڈاکٹر سید کامران عباس کاظمی اور معاون نگران: فرخ ندیم کی نگرانی میں کیا گیا ہے۔ میں نے یہ کام کسی اور یونیورسٹی یا ادارے میں ڈگری کے حصول کے لیے پیش نہیں کیا ہے اور نہ ہی آئندہ پیش کروں گا اور میرا یہ مقالہ سرقہ سے پاک ہے۔

شیر باز

فہرست ابواب

پیش لفظ:		v
باب اول:	پس منظر، تعارف اور تحقیقی طریقہ کار	1
باب دوم:	برصغیر میں لغت نویسی کی تاریخ اور اُردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت	24
باب سوم:	اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تعارف	49
باب چہارم:	اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تجزیہ	61
باب پنجم:	حاصل بحث، نتائج اور سفارشات	106

پیش لفظ

پاکستان میں لسانیاتی تحقیق کا رجحان ایک حوصلہ افزا امر ہے۔ اردو میں لسانیات اگرچہ زیادہ ترقی یافتہ نہیں ہے لیکن حالیہ برسوں میں اس کی طرف محققین کی توجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب اردو لسانیات کا بھی بول بالا ہو گا۔ تاہم اس علمی میدان کی تمام تر نظر اندازی کے باوجود اردو اطلاقی لسانیات بالخصوص لغت نویسی کے میدان میں اچھا خاصا کام کیا جا چکا ہے۔ زیر نظر تحقیق اسی طرح کے ایک کام کو سراہنے کی ایک کاوش ہے۔

اس مقالے میں برصغیر میں لغت نویسی اور اردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت کے خدوخال کا مطالعہ اور اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا اصول لغت نویسی کی روشنی میں جائزہ لینا مقصود تھا۔ اس مقصد کے لیے مغربی اور مقامی ماہرین علم لغت کی طرف سے پیش کیے گئے اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ ان اصولوں کی روشنی میں جو تنقیدی و نظری خاکہ بنا اس میں ہارٹ مین کا لغت نویسی سے متعلق سیاق و تناظر کا نظریہ، لغت کے ساختی خصائص، ڈاکٹر گیان چند کے مرتب کردہ اصول، اور ہوورڈ جیکسن کے مرتب کردہ معیارات تجزیہ شامل تھے۔

اس تحقیق میں صرف اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت تک تحدید کرنا اس لیے ضروری تھا تاکہ اس لغت کا ایک مکمل اور کثیر جہتی مطالعہ کیا جا سکے۔ لہٰذا یہ مطالعہ نہ صرف زیر نظر لغت کی ساخت کبیر سے متعلق ہے بل کہ اس کی ساخت صغیر سے بھی ہے۔ اس میں لغت کے سیاق و تناظر کو بھی دیکھا گیا ہے اور اس کی داخلی جہتوں کو بھی۔ اس کے خصائص بھی بیان کیے گئے ہیں اور نقائص بھی۔

مقالے کے پہلے باب میں اس تحقیق کا پس منظر، تعارف اور تحقیقی طریقہ کار بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں برصغیر پاک و ہند میں لغت نویسی کی تاریخ، اور اُردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت بیان کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تنقیدی تعارف بیان کیا گیا ہے اور چوتھے میں اس لغت کا تجزیہ دیا گیا ہے۔ آخری باب میں تمام بحث کو سمیٹ کر نتائج کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ اسی باب میں مستقبل کی تحقیقات کے لیے سفارشات بھی پیش کی گئی ہیں۔

یہ کام کسی صورت پایہ تکمیل کو نہ پہنچتا اگر اس میں مجھے ڈاکٹر کامران عباس کاظمی صاحب کی رہنمائی اور معاونت حاصل نہ ہوتی۔ میں فرخ ندیم صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ جنھوں نے اس لغت کے انگریزی زبان سے متعلق حصوں کی تکمیل میں میری رہنمائی فرمائی۔ ایم فل کے کورس ورک میں فیض بانٹنے والے عظیم اساتذہ ڈاکٹر طیب منیر (اللہ ان کی مغفرت کرے)، صدر شعبہ اردو ڈاکٹر عزیز ابن الحسن اور ڈاکٹر ارشد معراج کا بھی بے حد شکریہ کہ ان کے لیکچر ہمیشہ میرے لیے مشعلِ راہ رہیں گے۔ میں شعبہ انگریزی کے استاد ڈاکٹر محمد شیراز اور کلیہ زبان و ادب کے ڈین پروفیسر ڈاکٹر منور اقبال صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس تحقیق کے دوران کئی مراحل پر میری رہنمائی کی۔

شیر باز

۱۵ نومبر ۲۰۱۸ء

بابِ اوّل

پس منظر، تعارف اور تحقیقی طریقہ کار

لغت نویسی ایک منفرد فن ہے۔ کسی بھی زبان کو سمجھنے اور اس کا مختلف زبانوں کے لفظی ذخیرے سے تقابل کرنے کے لیے لغت سے استفادہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لغت نویسی ایک قدیم فن ہے۔ جوں جوں انسان نے علم حاصل کیا اور مختلف زبانیں بولی جانے لگیں تو دانش وروں نے اگلی نسلوں اور عام آدمیوں کو زبان سمجھانے کے لیے لغات لکھنا شروع کیں۔

اردو کے معرض وجود میں آنے سے لے کر اب تک مختلف زبانوں سے امتزاج پر لغات لکھی گئی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان میں بہت نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں۔ جدید عہد میں انگریزی کو عالمی زبان کی حیثیت حاصل ہے۔ اس لیے اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو لغت نویسی ایک ضروری امر ہے۔

اس مقالے میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا لغت نویسی کے اصولوں کی روشنی میں تنقیدی مطالعہ کر کے اردو سے انگریزی لغت نویسی کے ارتقا اور مسائل و مباحث کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ تاہم اس تعارفی باب میں لغت کی اصطلاح، لغت کی اہمیت و ضرورت، لغت نویسی اور علمِ لغت پر بحث کرنے کے بعد، میں نے مقالے کے مقاصد و مسائل اور طریقۂ تحقیق بیان کیا ہے۔

لُغت کیا ہے؟

ہیننگ بَرجنہولٹس (Henning Bergenholtz) اپنے مقالے "لغت کیا ہے؟" میں لکھتے ہیں کہ زیادہ تر لوگوں کو آج بھی معلوم نہیں ہے کہ لغت اصل میں کیا ہوتی ہے (۱)۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس مقالے کے آغاز ہی میں ایک نظر لغت کی اصطلاح پر ڈال لی جائے۔

الفاظ کے معانی و مفاہیم کی فراہمی کے لیے جو کتاب استعمال ہوتی ہے، اردو میں اُس کے لیے سب سے بہترین اصطلاح 'لغت' ہے۔ اس کے علاوہ فارسی سے 'فرہنگ' اور انگریزی سے 'ڈکشنری' کے الفاظ بھی مستعمل ہیں۔ لفظ لغت کے لیے مختلف لسانی روایات میں مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

غنچہ بیگم اور فائزہ خان، محمد اجمل خان کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتی ہیں:

''لغت سامی لفظ ہے۔ یونانی لفظ لوگاس (logas) اسی لفظ کا ہم معنی ہے۔ عربی میں لغت کا لفظ اصوات و کلمات یعنی آوازوں اور بول چال دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے اور مخصوص معنوں میں 'فرہنگ' فارسی 'ڈکشنری' انگریزی ''یا کوشش'' سنسکرت کے لیے رائج ہے'' (۲)۔

اگرچہ سنسکرت میں لغت کے مترادف کو ''یا کوشش'' کہا جاتا ہے، اردو سے قریبی ترین مماثلت رکھنے والی زبان ہندی میں اس کو ''شبد کوش'' کہتے ہیں۔

ایس کے حسینی کے حوالے سے غنچہ بیگم اور فائزہ خان لکھتی ہیں: ''انگریزی میں لغت کے لیے جو لفظ ڈکشنری مستعمل ہے اس کا ماخذ اطالوی لفظ "dictionorious" ہے جس کے معنی الفاظ کے مجموعے کے ہیں۔ یونانی زبان میں لغت کے لیے لفظ "lexicon" ملتا ہے .انگریزی میں آج بھی عام لغت کے لیے "dictionary" اور قدیم زبانوں کے لغت کے لیے "lexicon" استعمال ہوتا ہے'' (۳)۔

اردو میں لغت کے ساتھ ساتھ لفظ فرہنگ بھی استعمال ہوتا ہے جسے بعض قارئین لغت کا مترادف سمجھتے ہیں۔ تاہم ان دونوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ ''لغت اور فرہنگ میں بنیادی فرق تعمیم اور تخصیص کا مانا جاسکتا ہے۔ لغت میں زبان کے تمام الفاظ شامل کیے جاتے ہیں اور ہر لفظ کے سامنے اس کے ممکنہ معنی درج کیے جاتے ہیں۔ جب کہ فرہنگ میں تحدید کے ساتھ متن یا کسی اور حوالے سے الفاظ اور ان کے معنی اور مفاہیم درج کیے جاتے ہیں۔ فرہنگ میں الفاظ کے معنی کسی خاص تناظر اور سیاق و سباق کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کی جاتی ہے'' (۴)۔

آیئے اب یہ دیکھتے ہیں کہ لغت ہے کیا اور یہ اپنی آغوش میں کیا کیا سموئے ہُوئے ہوتی ہے؟

لیلیٰ عبدی بخشتہ کے مطابق: ''لغت میں کسی زبان کے الفاظ اور عبارات کو کسی خاص ترتیب کے لحاظ سے املا، تلفظ، ماخذ اور مادہ بیان کرتے ہوئے ان کے حقیقی، مجازی یا اصطلاحی معنوں کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔ نیز ضرورت کے مطابق الفاظ کی شکلوں میں تبدیلی اور صحیح محلِ استعمال کی وضاحت کی جاتی ہے'' (۵)۔

ندانسک اور ڈبوگ کی یہ تعریف یک لسانی اور دو لسانی دونوں طرح کی لغات پر صادق آتی ہے:

> Dictionary is "a book with words in a systematic order and with information about the spelling, word class, inflexion and meaning of the words or their translation to anotherlanguage."

> ترجمہ: لغت ایک ایسی کتاب ہے جس میں الفاظ ایک خاص ترتیب سے دیے جاتے ہیں اور جس میں ہجوں، خاندانِ لفظ، تصریف اور الفاظ کے معانی یا ان کے دوسری زبان میں تراجم دیے جاتے ہیں۔(۶)

اپنے مقالے ''لغت کیا ہے؟'' میں سیر حاصل بحث کے بعد ہیننگ بر جنہولٹس ایک جامع تعریف تک پہنچے جو کہ یہ ہے:

> "Lexicographic reference work containing dictionary articles related to individual topics or elements of language, and possibly several outer texts as well, which can be consulted if someone needs assistance with text reception, text production or translation or would simply like to know more about a word, part of a word or a combination of word."

ترجمہ: لغت نگارانہ حوالہ جاتی کام جس میں مختلف انفرادی موضوعات یا زبان کے عناصر کے متعلق لغاتی مضامین، اور ممکنہ طور پر بیرونی درسیات شامل ہوتے ہیں جو درسی مواد کو سمجھنے، تیار کرنے، یا ترجمہ کرنے یا کسی لفظ، لفظ کے کسی حصے، یا الفاظ کے مرکب کے بارے میں مزید جاننے کی خواہش کی صورت میں استفادے کے لیے موجود ہوتا ہے۔(۷)

لغت کی اہمیت وضرورت:

کسی بھی اُردو بولنے والے کو اگر کہا جائے کہ: " دروازہ بند کر دو۔" تو وہ فوراً سمجھ جائے گا کہ کیا کہا گیا ہے۔ لیکن اگر آپ اُس سے کہیں کہ "دروازہ بند کر دو کہیں کوئی ذُباب نہ گُھس آئے۔" تو بہت ممکن ہے کہ وہ فوراً پُوچھے کہ یہ "ذُباب" کیا ہوتا ہے؟ اُس شخص کی مشکل اُس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب اُسے مندرجہ بالا جُملہ کسی کتاب کا مطالعہ کرتے ہُوئے نظر آئے۔ اس مشکل میں آپ کی مدد کو ایک لُغت ہی آتی ہے۔ دوسری طرف گلوبالائیزیشن کے اس دور میں انگریزی زبان کی اہمیت اس قدر بڑھی ہے کہ اس کے الفاظ و تراکیب دنیا بھر کی قومی اور مقامی زبانوں کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ عہدِ حاضر کے ہمارے لسانی ماحول میں اس طرح کے جُملے سننا ہمارے کانوں کا معمول ہے، جیسے: دروازہ بند کر دو باہر سے ڈسٹ آ رہی ہے اور دروازہ بند کر دو اے سی آن ہے۔ اس طرح کے دولسانی ماحول میں عموماً دولسانی لغات کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ مثالیں تو خیر روزمرہ کی بول چال سے متعلق ہیں جہاں عموماً جملے کا فہم سیاق و سباق سے بھی آجاتا ہے۔ ڈکشنری کی اصل اہمیت ان جگہوں پر زیادہ ہو جاتی ہے جہاں اگلے درجے کی زبان کا استعمال ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لیے زیادہ تر عمومی لغات علمی ماحول میں جب کہ کسی شعبے سے متعلق خصوصی لغات عملی ماحول میں نظر آتی ہیں۔ للہٰذا زبانوں کی تعلیم کے اداروں سے لے کر ڈاکٹروں کے کمروں تک لغات کی موجودگی ضروری ہے۔

لغت کو کئی مقاصد کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ ایک ماہرِ تعلیم کو مختلف مضامین سے متعلق نئی نئی اصطلاحات کو سمجھنے اور ان کی تفہیم اپنے طلبہ تک منتقل کرنے کے لیے ہمہ وقت ایک لغت کی ضرورت رہتی

ہے۔ زبان کے طالبِ علم اپنے سیکھنے کے عمل کا آغاز الفاظ کا ذخیرہ بنانے سے کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں ہر آن لغت کی ضرورت رہتی ہے۔ ترجمہ نگاری دو زبانوں کے درمیان ایک پُل ہے۔ ایک ترجمہ نگار کسی بھی موضوع سے متعلق مواد کی گرہیں ایک زبان سے کھول کر دوسری سے باندھتا ہے تو اسے بھی کئی مقامات پر لغت کی ضرورت پڑتی ہے۔

تاہم لغت کا مقصد محض معانی کی فراہمی نہیں ہے۔ ایک لغت اپنی زبان کی تہذیب و ثقافت کی امین بھی ہوتی ہے۔ الفاظ کے وسیع ترین ذخیرے کو سنبھال کر رکھنے کا لغت سے بہتر کوئی مقام نہیں ہے، جیسے کہ غلام عباس اور گل رباز اپنے ایک مضمون ادبی فرہنگ نویسی۔۔۔۔بنیادی نکات میں لکھتے ہیں: لغت۔۔۔صرف معانی کی فراہمی تک محدود نہیں رہتی بلکہ ذخیرہ یا سرمایۂ کلمات بھی ہے(۸)۔

لغت کی اہمیت کی بدولت جدید تحقیق کا ایک بڑا حصہ اس کے استعمالات کے لیے وقف ہے۔ اسی حوالے سے لافر اور میلاڈ (Laufer & Melamed) لکھتے ہیں:

> "It is not surprising... that one developing division of dictionary research is dictionary use."
>
> ترجمہ: اس امر میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہونی چاہئے کہ لغاتی تحقیق کا ایک بڑھتا ہوا حصہ ڈکشنیری کے استعمال کے لیے وقف ہے۔(۹)

لہٰذا آج کا لغت نویس اس تحقیق سے استفادہ کرتا ہے جو لغت کی ترتیب، تزئین اور استعمال کو بہتر بنانے کی غرض سے کی جاتی ہے۔

اس مقالے میں میں زیرِ مطالعہ لغت کی ترتیب و تہذیب کے عمل پر بھی روشنی ڈالوں گا اس لیے ضروری ہے کہ لغت نویسی اور علمِ لغت کی متعلقہ اصطلاحات کو سمجھا جائے۔

لغت نویسی:

لغت نویسی لغت بنانے کا عمل اور فن ہے۔ لغت نویسی یا لغت نگاری کو انگریزی میں لیکسیکو گرافی (lexicography) کہتے ہیں۔ جس کی سادہ سی تعریف یہ ہے کہ لغت لکھنے کا نام لغت نویسی ہے۔(۱۰)

ایک اور تعریف کے مطابق:

> ذخیرہ الفاظ کو کسی خاص ترتیب سے منضبط کرنے اور ان کے معنی کے مختلف مفاہیم کی وضاحت کا نام لغت نویسی ہے۔(۱۱)

تاہم لغت محض الفاظ کو ایک ترتیب میں رکھ کر معانی دینے سے کچھ بہت بڑھ کر ہے۔ ایک لغت میں الفاظ کو نہ صرف ایک خاص ترتیب دی جاتی ہے بلکہ ان کے معانی کے اندراج سے قبل ان الفاظ کے گروہ، قواعدی وابستگی، ہجے اور تلفظ وغیرہ پر بھی اندراجات کیے جاتے ہیں۔ یہ سب لغت نویسی کو ایک خاصا پیچیدہ مگر قابل اعتماد عمل بنا دیتا ہے:

> Lexicography is "a calculable, analysable, checkable, manageable, testable and teachable practical process aimed at producing dictionaries to satisfy the reference needs of their user."

> ترجمہ: لغت نویسی ایک قابل شمار، قابل تجزیہ، قابل جانچ پڑتال، قابل امتحان اور سکھانے کے قابل عمل ہے جس کا مقصد صارفین کی حوالہ جاتی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے لغات بنانا ہوتا ہے۔(۱۲)

مندرجہ بالا تعریف سے ثابت ہوتا ہے کہ لغت نویسی ایک انتہائی با نظام کام ہے جس کو ماہر لغت نویس سرانجام دیتے ہیں۔ ان کا طریقۂ کار خاصا سائنسی ہوتا ہے۔ اس لیے ان کا کام ایک مستقل عملی حوالہ بن جاتا ہے۔ لغت

نویسی کے کام کے طریقہ ہائے کار اور ارتقاء وغیرہ کا مطالعہ عموماً لسانیات کی اس شاخ سے وابستہ ہے جسے علم لغت کہتے ہیں۔

علمِ لغت:

علمِ لغت کسی زبان کے الفاظ کی ترتیب اور تفہیم کے مطالعے کے لیے وقف ہے۔ یہ زبان کے تمام الفاظ کے سائنسی مطالعے کا علم ہے۔

رؤف پاریکھ کے مطابق:

> علمِ لغت کا شعبہ کچھ زیادہ قدیم نہیں ہے اور لیکسیکولوجی (lexicology) کی اصطلاح رائج ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے۔(۱۳)

ہیلیڈے نے اس علم کی تعریف یوں کی ہے:

> "Lexicology is the study of content words, or lexical items."

> ترجمہ: علمِ لغت موادی الفاظ اور لغوی عناصر کا مطالعہ ہے۔(۱۴)

رؤف پاریکھ لغت نویسی کے عمل اور علمِ لغت کے مباحث کے تعلق کے بارے میں لکھتے ہیں:

> لغت نویسی اور علمِ لغت کا گہرا تعلق ہے۔ علمِ لغت نظری مباحث سے متعلق ہے اور لغت نویسی ان کی عملی صورت بلکہ علمِ لغت کی اطلاقی صورت لغت نویسی ہے۔ (۱۵)

لغت نویسی اور علم لغت کا لسانیات سے تعلق:

لغت نویسی اور علمِ لغت کے ارتقا نے اسے ایک علیحدہ علمی میدان بنانے کے بجائے اس کو لسانیات کا ہی ایک ذیلی شعبہ بنا دیا ہے، جیسا کہ رؤف پاریکھ نے بہ حوالہ ہوورڈ جیکسن بجا طور پر لکھا ہے کہ:

حالیہ برسوں میں علمِ لغت اور لغت نویسی لسانیات کے تحت آچکے ہیں۔ بالخصوص ایسے لغت نویسوں کا لغت مرتب کرنا جو لسانیات سے کما حقہٗ واقف ہیں اور اس کی شاخوں سے مدد لیتے ہیں۔ نیز لغت نویسی میں معنیات، مارفیمیات اور لسانیات کی دیگر شاخوں کے علاوہ کورپس (corpus) سے اور کورپس لسانیات (corpus linguistics) کی مدد لینے کا روز افزوں رجحان اس بات کا ثبوت ہے کہ لغت نویسی لسانیات کے زیرِ اثر آگئی ہے۔ اور اب لغت نویسی بھی علمِ لغت کی طرح لسانیات ہی کی شاخ ہے۔ (۱۶)

ایم۔ اے۔ کے۔ ہیلی ڈے اس حوالے سے بالکل دوٹوک الفاظ میں کہتے ہیں:

"lexicology forms a...sub-discipline within linguistics"

ترجمہ: علمِ لغت لسانیات کے اندر ہی ایک ذیلی شعبہ بناتا ہے۔ (۱۷)

وکیپیڈیا پر موجود یہ تعریف بھی علمِ لغت کو لسانیات کی ایک شاخ ہی قرار دیتی ہے:

"Lexicology is the part of linguistics which studies words."

ترجمہ: علمِ لغت لسانیات کا وہ حصہ ہے جس میں الفاظ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ (۱۸)

اسی طرح علی احمد یک زبانی اردو لغت نویسی پر اپنے پی ایچ ڈی مقالے میں لکھتے ہیں:

"Lexicography is an applied discipline of linguistics"

ترجمہ: لغت نویسی لسانیات کا ایک اطلاقی شعبہ ہے۔ (۱۹)

رؤف پاریکھ کے نزدیک لغت نویسی کے شعبے کا لسانیات کی ایک شاخ ہو جانے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ موجودہ عہد میں تقریباً تمام لغات کورپس لسانیات سے استفادہ کرتی ہیں۔ (۲۰)

لغت نویسی اور لسانیات کے تعلق کو سمجھنے کے لیے ایک نظر علی احمد کے مقالے میں شامل اس جدول پر ڈالتے ہیں۔ جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ کیسے لغت نویسی کے مختلف کام سرانجام دینے کے لیے لغت نویس لسانیات کے مختلف شعبوں سے استفادہ کرتے ہیں:(۲۱)

Sr. #	Lexicographical Task	Branch of Linguistics
1	Frequency count for selection of entries	Statistical linguistics
2	Fixation of headwords	Grammar
3	Lexicographical Data collection	Field linguistics
4	Lexicographical Data analysis	Descriptive Linguistic
5	Giving pronunciation and spelling of words	Phonetics
6	Determining the central meaning of polysemous words/ origin and development of the form and the meaning of the words	Historical linguistics
7	Decisions about slang, jargon, taboo, figurative formal	Sociolinguistics/Stylistics
8	Dialect dictionary	Dialectology
9	Contrastive analysis of the linguistics systems of the two languages in bilingual dictionaries	Contrastive Linguistics

مندرجہ بالا جدول کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ اور معنی کی لغت میں شمولیت کے لیے الفاظ کی گنتی کا کام شماریاتی لسانیات کے اصولوں کی مدد سے انجام پذیر ہوتا ہے۔اسی طرح ہیڈ ورڈ مقرر کرنے کے لیے گرامر سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔لغت نویسی کے لیے مواد اکٹھا کرنے کے لیے فیلڈ لسانیات کا طرز اپنانا ہوتا ہے۔ لغت نویسی میں تجزیات پیش کرنے کے لیے بیانی لسانیات کا سہارا لیا جاتا ہے۔ تلفظ اور ہجوں کے لیے علم صوتیات کی مدد لی جاتی ہے۔ایک سے زیادہ معانی رکھنے والے الفاظ کے مرکزی معنی کا تعین کرنے کے لیے اور لفظ کی ہیت اور معنی کی پروان چڑھنے کے عمل پر لکھنے کے لیے تاریخی لسانیات کے اصول اپنائے جاتے ہیں۔ سلینگ، مخصوص الفاظ، ممنوعہ الفاظ، علامات و تشبیہات وغیرہ کے تعین کے لیے سماجی اور اسلوبی لسانیات سے کام لیا جاتا

ہے۔اسی طرح ایک زبان کی مختلف بولیوں سے متعلق لغات بولیوں کی لسانیات ڈایالیکٹولوجی سے صورت پذیر ہوتی ہیں۔دوزبانی لسانیات میں دوزبانوں کے لسانی نظام کے تقابلی تجزیے کے لیے تقابلی لسانیات سے مدد لی جاتی ہے۔یہ بات درست ہے کہ لغت نویسی کے مختلف مراحل لسانیات کے شعبوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ تاہم مندرجہ بالا جدول میں ہجوں کو علم صوتیات سے جوڑنا درست نہیں ہوگا۔اسی طرح موجودہ دور میں لغات نویسی میں کورپس لسانیات کے کردار کو نظرانداز کرنا بھی بہت بڑی غلطی ہے۔

یک لسانی،دولسانی اور کثیر لسانی لغات:

دنیا کی تقریباً تمام زبانیں اپنے لفظی ذخیرے کے لحاظ سے اتنی بڑی ضرور ہیں کہ ان کے استعمال کرنے والوں کے لیے اپنی زبان کے تمام الفاظ کے معانی جاننا محال ہوتا ہے۔اس لیے صدیوں سے زبان کے الفاظ کو ان کے معانی کے ساتھ لغات میں محفوظ کیا جا رہا ہے۔ایسی لغات جو ایک ہی زبان کے تمام الفاظ کے معانی و مترادفات اور ان کے قواعد وغیرہ کی تفصیل اور استعمال کا سیاق دیتی ہیں، یک لسانی لغات کہلاتی ہیں۔یک لسانی لغات کی تالیف میں سب سے معتبر اصول تاریخی اصول ہے۔یہ لغات عموماً زبان کے علمی، تحقیقی، اور ادبی استعمال کے لیے استعمال ہوتی ہے۔انگریزی زبان کے لیے بنائی جانے والی لغت اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری ۲۰ جلدوں پر مشتمل ہے۔جب کہ اردو لغت: تاریخی اصول پر ۲۲ جلدوں پر مشتمل ہے۔

دولسانی لغات دوزبانوں کے مابین ایک پُل کا کام سرانجام دیتی ہیں۔ایسی لغت میں کسی ایک زبان کے الفاظ کا ترجمہ دوسری زبان میں دیا جاتا ہے۔سکڑتی ہوئی دنیا میں زبانوں کا باہم رابطہ اس قدر بڑھا ہے کہ آج ایک زبان کے الفاظ دوسری میں بہت ہی آسانی سے در آتے ہیں اور بعض اوقات سننے یا پڑھنے والے کی تفہیم میں حائل ہو جاتے ہیں۔ایسے میں ہمیں دولسانی لغت کی ضرورت پہلے سے زیادہ در پیش آتی ہے۔تاہم یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ دوزبانوں کے بولنے والوں کا مکالمہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔دنیا کی کئی زبانیں اپنے بولنے والوں کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام کو سفر پر گامزن رہی ہیں۔پرانے وقتوں کی بندرگاہوں پر

مترجمین کی موجودگی تجارتی کام کو انجام دینے کے لیے اہم سمجھی جاتی تھی۔ رابطوں کا دائرہ بڑھا تو زیادہ لوگوں کو دوسری زبان کو سمجھنے کی ضرورت پیش آئی۔ معروف ماہر لسانیات ایم۔اے۔کے۔ ہیلی ڈے کے مطابق:

> "From about 1450 onwards bilingual dictionaries were being produced for use in schools, at first for learning Latin (Latin-German, Latin-English, etc.), but soon afterwards also for the modern languages of Europe."

> ترجمہ: ۱۴۵۰ سے ہی دولسانی لغات بنائی جارہی تھیں تاکہ انہیں سکولوں میں استعمال کیا جا سکے پہلے لاطینی زبان کو سیکھنے کی غرض سے (لاطینی سے جرمن، لاطینی سے انگریزی، وغیرہ)، لیکن پھر کچھ ہی عرصہ بعد جدید یورپی زبانوں کو سیکھنے کی خاطر۔(۲۲)

کثیر لسانی لغات ایک زبان کے الفاظ کا ایک ساتھ دو یا دو سے زیادہ دوسری زبانوں میں معنی فراہم کرتی ہیں۔ ایسی لغات کا فوکس لفظ کی قواعدی تفصیل کی بجائے ایک لفظ کا مختلف زبانوں میں معنی دینا ہوتا ہے۔ ان لغات کی اشاعت کا عمل بھی صدیوں پرانا ہے مثلاً کثیر لسانی لغات عموماً یک یا دو لسانی لغات سے کم مقبول ہوتی ہیں۔ آج کل کے کمپیوٹرائزڈ دور میں کورپس لسانیات کی بدولت کئی زبانوں کے ذخیرہ الفاظ کو ایک دوسرے کے متوازی رکھا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ ایک آن لائن کثیر لسانی لغت ہوتی ہے جو عام طور پر کام دولسانی لغت کے طور پر کرتی ہے۔ کیوں کہ یہ متوازی ڈیٹا پس منظر میں رہتا ہے اور ایک وقت میں ایک ہی زبان میں مترادف یا ترجمہ مہیا کرتا ہے۔

لغات برخط یا آن لائن لغات:

کمپیوٹر کی ایجاد نے جہاں اور کئی ایک میدانوں میں بنی نوع انسان کی مدد اور خدمت کی ہے وہاں علم و ادب کے میدان میں بھی یہ حیران کن مشین پیچھے نہیں رہی۔ ماہرین کمپیوٹرائی لسانیات (computational linguists) نے اسے زبان کی ترقی، ترویج اور مطالعہ وغیرہ کے لیے بھی استعمال کیا ہے۔ ان کی کاوشوں کا

ایک ثمر لغات بر خط ہیں۔ آج تقریباً تمام بڑی زبانوں کی آن لائن لغات دستیاب ہیں۔ یہ لغات عام طور پر لاکھوں کروڑوں الفاظ کے کورپس پر مبنی ہوتی ہیں۔ اس لیے ان میں سے کئی ایک لغات روایتی لغات سے زیادہ آسانی سے استعمال بھی ہو سکتی ہیں اور ان سے بہتر معلومات بھی دیتی ہیں۔

ایک طویل عرصے تک طلبہ اور مترجمین جیبی لغات سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ کمپیوٹر کی وجہ سے ڈجیٹل یا برقی لغات بنائی گئی ہیں جنہوں نے ان جیبی لغات کی جگہ لے لی ہے۔ آج انٹرنیٹ پر ہر بڑی زبان کے کئی ایپس (apps) موجود ہیں جن کی مدد سے آپ لغات کو اپنے سیل فون (cell phone) پر ڈاؤن لوڈ کر کے چلتے پھرتے اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں اور بہ وقتِ ضرورت استعمال کر سکتے ہیں۔

آن لائن اور برقی لغات کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ تقریباً یہ سب کی سب بولتی لغات (talking dictionaries) ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان کے استعمال کرنے والے کو تلفظ کی کوئی صوتی تعبیر سمجھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک ہی کلک سے آپ کسی بھی لفظ کے تلفظ کو ایک یا ایک سے زیادہ لہجوں میں سن سکتے ہیں۔

کام کے اعتبار سے لغات کی اقسام:

زیادہ تر لغات عمومی لغات یا General dictionaries ہوتی ہیں۔ ان لغات کا مقصد کسی ایک طرح کے کام کو انجام دینا نہیں ہوتا بلکہ اس سے کسی بھی شعبۂ زندگی سے متعلق لوگ استفادہ کر سکتے ہیں۔ تاہم کچھ لغات کسی خاص شعبے کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بھی بنائی جاتی ہیں۔ کام کے اعتبار سے لغات کی کئی اقسام ہیں جیسے تدریسی لغات یا Pedagogical dictionaries۔ ان لغات کا مقصد عموماً زبان کی تدریس میں مدد فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے انہیں طلبہ کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح تاریخی لغات کا کام لفظ کی تاریخ اور ارتقا پر تبصرہ کرنا ہوتا ہے۔ خصوصی لغات کسی ایک شعبے جیسے کیمیا، طب، یا ادب سے متعلق اصطلاحات کے معنی دیتی ہیں۔

ذیل میں میں نے اس تحقیق کے جواز واستدلال، مقاصد و مدعا، فرضیہ، مسائل اور سوالاتِ تحقیق اور طریقۂ تحقیق رقم کیے ہیں:

جواز واستدلالِ تحقیق:

اس موضوع پر جامعاتی سطح پر کوئی کام نہیں ہوا۔ اس مقالے میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تجزیہ کر کے اردو سے انگریزی لغت نویسی سے متعلق مسائل ومباحث کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ساتھ ہی لغت نویسی کے اصولوں کی روشنی میں زیرِ نظر لغت کے نقائص وخواص پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مقاصد و مدعا:

۱۔ برصغیر میں لغت نویسی کی تاریخ اور اردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت اور ارتقا کو سمجھنا۔

۲۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے فنی خصائص کا لغت نویسی کے اصولوں کی روشنی میں تجزیہ کرنا۔

فرضیہ:

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت لغت نویسی کے جدید اصولوں پر پوری اترتی ہے۔

مسائل تحقیق:

لغت نویسی ایک منفرد اور وسیع مگر نظرانداز شدہ میدان ہے۔ اردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت کے ارتقا کو سمجھ کر اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تنقیدی جائزہ لینا وہ مسئلہ تحقیق ہے جسے متعلقہ علمی مباحث کی روشنی میں اس مجوزہ مقالے میں مدنظر رکھا گیا ہے۔

سوالات تحقیق:

۱۔ برصغیر میں لغت نویسی اور اردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت کے خدوخال کیا ہیں؟

۲۔ اردو سے انگریزی لغت نویسی کے لیے معیاری فنی خصائص کیا ہیں اور کیا اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ان پر پوری اترتی ہے؟

طریقہ تحقیق اور تنقیدی و نظری کام کا خاکہ:

اس تحقیق میں اردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت بیان کی گئی ہے اور ایک منتخب لغت کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ متعلقہ مسائل اور مباحث زیر بحث رہے۔ اس ضمن میں علم اللغت (Lexicology) کے مختلف نظریات کو مد نظر رکھا گیا۔ خاص طور پر وہ نظریات جو دو لسانی لغت نویسی سے متعلق ہیں۔ مگر اس سے پہلے لغت نویسی کے ارتقائی اہمیت کے اس نظریہ سباق کا حوالہ اہم ہے جو ہارٹ مین (Hartman) نے دیا ہے۔ ان کے مطابق:

> "Dictionaries.... are produced and consumed in contexts which can vary considerably across space and over time.... if we are seriously interested in advancing our knowledge about dictionaries and in making progress across the whole field of lexicogrophy. We need to find out what the facts are? Who compiles what kind of dictionaries? Which are used by whom, and how do they achieve their purpose(s)?"

ترجمہ: لغات خاص سیاق وسباق میں لکھی اور استعمال کی جاتی ہیں۔ جو وقت اور مقام کے ساتھ بہت حد تک بدل جاتے ہیں۔ اگر ہم واقعی لغات کے متعلق اپنے علم میں پیش رفت چاہتے

ہیں اور لغت نویسی کے میدان میں ترقی چاہتے ہیں تو ہمیں حقائق تلاش کرنے کی ضرورت ہے: کون کس طرح کی لغات لکھتا ہے؟ کون سی لغات کو کون استعمال میں لاتا ہے اور وہ اپنے مقاصد کیسے پورے کرتے ہیں؟(۲۳)

لغت نویسی کے مطالعہ کے لیے مختلف زاویہ ہائے نظر(approaches)زیر استعمال ہیں۔ان کی چار اہم اقسام درج ذیل ہیں:

۱۔ لغت کی قسم،ساخت،نوعیت وغیرہ کا مطالعہ (dictionary typology)

۲۔ لغات کے استعمال کرنے والوں کی اقسام کا مطالعہ (user typology)

۳۔ لغت کے استعمال کے سیاق وسباق کا مطالعہ (needs typology)

۴۔ لغت کے مطالعے کے لیے درکار تربیت کا مطالعہ (skills typology)

چوں کہ مجوزہ مقالہ اردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت اور ایک لغت کے تنقیدی جائزہ پر مرکوز ہے اس لیے اس میں تمام زاویہ ہائے نظر کو زیر بحث لایا گیا ہے۔اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تنقیدی تجزیہ لغت کے ساختی خصائص(design features)کے ماڈل کی روشنی میں کیا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

لغت کی ساختِ کبیر:(Macro Structure of dictionary)

ابتدائی مواد

جسم یا The Body

میٹالینگویج: قواعد کے لیے استعمال کیے گئے کوڈ، تلفظ، مخفف،وغیرہ اندراجات کی ترتیب

ضمیمہ جات

صفحے کی سطح کا ڈھانچہ

لغت کی ساختِ صغیر:(Micro Structure of dictionary)

ہجے

تلفظ

قواعد کی معلومات

تعریف

مثالیں

اسلوبیاتی معلومات

مندرجہ بالا خاکے کا اطلاق منتخب اردو انگریزی لغت پر کر کے اس کا معیاری یا غیر معیاری ہونا واضح کیا گیا ہے۔

اس ماڈل کے علاوہ بھی لغت نویسی کے تجزیے کے کئی اصول مرتب کیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر گیان چند اور کئی دوسرے ماہرین علم لغت نے کسی بھی لغت کے درج ذیل حصوں کو پرکھنے کے لیے کچھ معیارات مقرر کیے ہیں:

(i) اندراجات لغت اور ان کے اصول

(ii) ترتیب اندراجات کے اصول

(iii) املاء کا تعین

(iv) تلفظ

(iv) قواعدی حیثیت

(v) تذکیر وتانیث کا تعین

(vi) معانی کی وضاحت

(vii) اسناد

(viii) لسانی ماخذ اور اشتقاق

باب سوم میں اس ساختی فریم ورک کو استعمال کر کے میں نے اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تجزیہ پیش کیا ہے۔

اس لغت کے جائزے کے لیے جو تیسرا ماڈل میرے زیر استعمال رہا وہ ہوورڈ جیکسن (Howard Jackson) کے مضمون "لغت کی تنقید" (Criticising Dictionaries) سے ماخوذ ہے۔ اس مضمون میں انہوں نے لغات کے تجزیے کے لیے معیارات کے دو سیٹ متعارف کروائے جن میں سے پہلا سیٹ لغت کی پیش کش (Presentation) سے متعلق ہے جب کہ دوسرا اس کے مواد (Content) سے متعلق۔ ہر سیٹ میں شامل اجزا کی ترتیب یہ ہے:

پیش کش (Presentation)

صفحے کی وضع کاری (Page Layout)

اندراجات کی وضع کاری (Layout of the Entries)

اندراجات کی تفصیل (Length of Entries)

مخففات (Abbreviation)

مواد (Content)

ذخیرہ الفاظ کی حد (Range of Vocabulary)

الفاظ کی تشکیل(Word Formation)

ہم املا الفاظ(Homographs)

معنی کی تقسیم(Sense Division)

وضاحت(Defining)

تعبیر سے آگے(Beyond Denotation)

تلفظ(Pronunciation)

قواعد(Grammar)

استعمال(Usage)

مثالیں(Examples)

اشتقاقات(Etemology)

اس ماڈل میں پیش کردہ کچھ اجزاء اوپر دیے گئے ماڈل سے اگرچہ مماثلت رکھتے ہیں لیکن ہوورڈ جیکسن ان کے تجزیے کے لیے ایک بالکل مختلف زاویہ متعارف کراتا ہے۔ لہذا، جیسا کہ باب چہارم میں دیکھا جا سکتا ہے،اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت پر اس ماڈل کا اطلاق کسی بھی صورت میں تکرار نہیں ہے بلکہ یہ ایک مختلف زاویہ نظر سے تجزیے کا ایک انداز ہے۔

حدود و تحدید: (Delimitations)

اس تحقیق میں صرف اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ابواب بندی:(Chapterization)

باب اول: پس منظر، تعارف اور تحقیقی طریقہ کار

باب دوم: برصغیر پاک وہند میں لغت نویسی کی تاریخ، اور اُردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت

باب سوم: اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تعارف

باب چہارم: اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تجزیہ

باب پنجم: حاصل بحث، نتائج اور سفارشات

موجودہ تحقیق کی اہمیت:

پاکستان کی لسانی ضروریات کافی حد تک یونیق ہیں۔ یہاں کے باسیوں کو مختلف جگہوں پر مختلف زبانوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ لوگ گھر کے اندر مقامی زبانیں بولتے ہیں۔ معاشرے میں، خاص طور پر شہروں کے مقابلہ بھرے ماحول میں سماجی ترقی کے لیے اردو کی ضرورت پڑتی ہے۔ پاکستان کی دفتری زبان انگریزی ہے۔ اس لیے معاشی ترقی کے لیے یہاں کے شہریوں کو انگریزی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی طرح قرآنِ پاک کی زبان عربی ہے، لٰہذا روحانی ترقی کے لیے لوگ عربی زبان سیکھتے ہیں۔ ایسے ماحول میں دولسانی لغات کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ اس طرح کی تحقیق سے ان لغات کے معیار کو بہتر کرنے میں مدد ملے گی۔

لغت کی کتب کو Reference Books یا حوالے کی کتب کہا جاتا ہے۔ کسی بھی زبان کو سمجھنے کے لیے اس زبان کی لغت سے استفادہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ زندہ قومیں اپنے اسلاف کے لسانی اور ادبی اثاثوں کا تجزیہ اور مختلف ادبی اور لسانی اثاثوں کا تقابل کرتی رہتی ہیں۔ لغت اپنے اندر لفظ و معنی کا خزانہ سموئے ہوتی ہے۔ زبان کے ارتقا اور معانی کے تنوع کو سمجھنے کے لیے لغات کا مطالعہ اہم ہے۔ ایسے میں دولسانی لغات کی اہمیت

اس لیے زیادہ ہے کہ ان کی مدد سے ہم دوز بانوں کے لفظی اور محاوراتی اثاثوں کو سمجھ سکتے ہیں۔ معاصر دنیا میں انگریزی زبان کی عالمگیر اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس ضمن میں اردو سے انگریزی لغات ہمارے لیے اہم حوالہ ہیں۔ عموماً یہ لغات انگریزی سیکھنے والوں، لکھاریوں، ترجمہ نگاروں اور اساتذہ کے استعمال میں رہتی ہیں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ اردو، انگریزی لغات نہ صرف جامع اور معیاری ہوں بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ زبانوں میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کے ساتھ ہم آہنگ بھی ہوں۔ اسی اہم پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے اس تحقیقی کام میں، میں نے اردو سے انگریزی لغت نویسی کے ارتقا، لغت نویسوں کو درپیش مسائل اور متعلقہ علمی مباحث کا پس منظری مطالعہ کر کے اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا لغت نویسی کے اصولوں کی روشنی میں تنقیدی تجزیہ کیا ہے۔ جامعاتی سطح پر اپنی نوعیت کے اس پہلے کام سے لغت نویس، اساتذہ، طلباء استفادہ کر سکیں گے۔

حوالہ جات: باب اول

۱۔ ہیننگ برگن ہولز(Henning Bergenholtz)،"*What is dictionary*" مشمولہ*Lexicos*(۲۰۱۲ء)،ص۲۱۔

۲۔ غنچہ بیگم، فائزہ خان،" لغت کے معنی، مفہوم، ابتدا اور ارتقا" مشمولہ دریافت اسلام آباد، شمارہ۱۵، ص:۲۴۹۔

۳۔ ایضاً،ص:۲۵۰

۴۔ غلام عباس، گل باز،" ادبی فرہنگ نویسی:بنیادی نکات"مشمولہ تحقیقی زاویے، شمارہ۷(۲۰۱۶ء)، ص:۱۳۳۔

۵۔ لیلٰی عبدی خجستہ،انیسویں صدی کی اردولغت نویسی کےتناظر میں سلینگ،ٹیبو (غیرمہذب الفاظ)،دعا اورتکیہ کلام کا مطالعہ،مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی(جام شورو: سندھ یونیورسٹی،۲۰۱۳ء)،ص۹۔

۶۔ ہیننگ برگن ہولز(Henning Bergenholtz)،"*What is dictionary*" ، ص۲۱۔

۷۔ ایضاً،ص۳۰۔

۸۔ غلام عباس، گل باز،"ادبی فرہنگ نویسی:بنیادی نکات"،ص۱۳۳۔

۹۔ باٹیا لوفر ،لائنز ملاے، "Monolingual, Bilingual and 'Bilingualised' Dictionaries: Which are More Effective, for What and for Whom?"،۱۹۹۴ء،ص۵۶۵۔

۱۰۔ رؤف پاریکھ،" علمِ لغت، لغوی معنیات اور لغت نویسی"مشمولہ تعبیر اسلام آباد، شمارہ۲ (۲۰۱۵)، ص۱۰۸۔۱۰۹۔

۱۱۔ غنچہ بیگم،فائزہ خان،"لغت کے معنی،مفہوم،ابتدااورارتقا"،ص۲۵۰۔

۱۲۔ رین ہارڈ ہارٹ مین، "Review article: what is dictionary research?" مشمولہ *International Journal of Lexicography* (۱۹۹۹ء)، ص ۱۵۶۔

۱۳۔ رؤف پاریکھ، علمِ لغت، اصول لغت اور لغات (کراچی: فضلی سنز، ۲۰۱۷ء)، ص ۱۳۔

۱۴۔ ایم۔اے۔کے۔ہیلیڈے، "Lexicology" مشمولہ *Lexicology: A short introduction* (لندن: کانٹینیم، ۲۰۰۷ء)، ص ۴۔

۱۵۔ رؤف پاریکھ، ''علمِ لغت، لغوی معنیات اور لغت نویسی''، ص ۱۰۸۔۱۰۹۔

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۰۹۔

۱۷۔ ایم۔اے۔کے۔ہیلیڈے، "Lexicology"، ص ۵۔

۱۸۔ لیکسیکولوجی، https://en.wikipedia.org/wiki/Lexicology، تاریخ ملاحظہ: ۲۵، جون ۲۰۱۷ء۔

۱۹۔ علی احمد، "A study of the development in monolingual Urdu lexicography"، مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی (ملتان: بہاؤالدین زکریا یونی ورسٹی، سنہ ؟)، ص ۲۹۔

۲۰۔ رؤف پاریکھ، علمِ لغت، اصول لغت اور لغات، ص ۱۴۔۱۵۔

۲۱۔ علی احمد، "A study of the development in monolingual Urdu lexicography"، ص ۳۰۔

۲۲۔ ایم۔اے۔کے۔ہیلیڈے، "Lexicology"، ص ۱۸۔

۲۳۔ آر۔آر۔کے۔ہارٹ مین، *Teaching and Researching Lexicography* (ہارلو: پیئرسن ایجوکیشن لمیٹڈ، ۲۰۰۱ء)، ص ۲۲۳۔

باب دوم

برصغیر میں لغت نویسی کی تاریخ اور اُردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت

انٹرنیشنل انسائیکلوپیڈیا آف دا سوشل اینڈ بی ہیویئرل سائینسز (International Encyclopedia of the Social and Behavioral Sciences) کے مطابق لغت نویسی کے اولین ترین خدوخال تقریباً ۴۷۰۰ سال قبل کی ان تختیوں پر دیکھے جا سکتے ہیں جن میں تقریباً ۱۴۰۰ سمیریائی (Sumerian) الفاظ اور ان کے اکادی (Akkadian) معانی درج ہیں۔ الفاظ کی ایسی فہرستیں مرتب کرنے کا سلسلہ زمانہ قدیم سے لے کر ازمنہ وسطیٰ تک جاری رہا۔ اسی انسائیکلوپیڈیا کے مطابق جرمن زبان میں لکھی گئی قدیمی ترین دستاویز "ابروگنز" (Abrogans) جسے ۷۶۵ء میں لکھا گیا دراصل کچھ لاطینی الفاظ کا مجموعہ ہے جن کا ترجمہ جرمن زبان میں دیا گیا ہے۔ تاہم لغت نویسی کے یہ قدیمی کام زیادہ با نظام نہیں تھے۔ پہلا منظم کام جسے لغت اور انسائیکلوپیڈیا کا آمیزہ مانا جاتا ہے "کیتھولیکون" (Catholicon) ہے جسے ۱۲۵۰ء میں ترتیب دیا گیا اور جو لغت نویسی سے متعلق پہلا کام ہے جو یورپ میں شائع ہوا(۱)۔

ہیلی ڈے کے مطابق:

> "It is known that the Egyptians produced thesaurus liketopically arranged wordlists from as early as 1750 BC although none has survived."

> ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ مصریوں نے ۱۷۵۰ قبل مسیح میں ہی موضوعات کی ترتیب سے بنے تھیسارس مرتب کیے، البتہ آج ان میں سے کوئی ایک بھی دستیاب نہیں ہے۔(۲)

پیٹرک ہینکس (Patrick Hanks) کے خیال میں اولین لغات کا سراغ چین میں ملتا ہے:

> "The earliest dictionaries in the world were compiled inChina during the Han Dynasty."

> ترجمہ: دنیا کی اولین لغات ہان خاندان کی بادشاہت کے دوران چین میں مرتب کی گئیں (۳)

لہذا یہ بات طے ہے کہ لغت نویسی اور لغات کا استعمال ہزاروں سالوں سے ہو رہا ہے۔ اس شعبے کا آج کے دور میں انتہائی بانظام اور ترقی یافتہ ہونا بھی ایک طویل ارتقائی عمل کی نشان دہی کرتا ہے۔

برِ صغیر پاک و ہند میں لغت نویسی کی تاریخ:

برصغیر پاک و ہند کی تہذیب ہزاروں سال پرانی ہے۔ یہاں وادیٔ سندھ کی تہذیب میں دنیا کی قدیم ترین جامعہ کے آثار موجود ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ باقاعدہ تعلیم اور علمی کام کا آغاز یہاں ہزاروں برس پہلے شروع ہو چکا تھا۔ دنیا کے اس حصے کی ایک قدیمی زبان سنسکرت ہے جس کا علمی ذخیرہ آج بھی مختلف صورتوں میں محفوظ ہے۔ سنسکرت ہی میں برصغیر کی قدیمی لغات دستیاب ہیں۔

> "Sanskrit dictionaries and thesauruses were compiled over two thousand years ago, and these were the start of a long tradition of native lexicography in Indian languages. Three terms are particularly relevant to the Indian lexicographic tradition: nighantu, kosha, and nirukta. Nighantu simply means 'lexicon'. The earliest known nighantu gives explanations of obscure words found in Vedic texts (sacred literature). In the second or third century BC, a scholar called Yaska, about whom nothing else is known, wrote an etymological commentary (nirukta 'explanation') on words found in a lexicon (nighantu). A kosha is literally a storehouse or treasury. Unusually for lexicography, the earliest

kosha was written in verse. It contains entries for nouns and indeclinable forms, but not verbs, and was intended for use by poets. The best-known such work is the Amarakosha by Amarasinha, a Buddhist scholar and poet who probably lived in the sixth century AD."

ترجمہ: کوئی دوہزار برس سے بھی زیادہ عرصہ پہلے سنسکرت کی لغات اور تھیسارس تالیف کیے گئے اور یہ ہندوستانی زبانوں میں مقامی لغت نویسی کی ایک طویل روایت کا آغاز تھا۔ ہندوستانی لغت نویسی میں تین اصطلاحات خاص طور پر اہم ہیں: نگھنٹو، کوشا، اور نِرُکتا۔ نگھنٹو کا سادہ مطلب ذخیرہ الفاظ ہے۔ اولین جانی جانے والی نگھنٹو ویدوں (مقدس ادب) میں موجود مبہم الفاظ کی وضاحت کرتی ہے۔ دوسری یا تیسری صدی قبل مسیح میں ایک یَسکا نامی سکالر (جس کے بارے میں اور کچھ معلوم نہیں ہے) نے ایک لغت (نگھنٹو) میں موجود الفاظ کی اشتقاقی تشریح (نِرُکتا) لکھی۔ ایک کوشا کے لفظی معنی ایک ذخیرے یا خزانے کے ہیں۔ لغت نویسی کی روایت کے برعکس اولین کوشا منظوم انداز میں لکھی گئی۔ اس میں اسما اور غیر متصرف ہیئتوں پر اندراجات ہیں مگر افعال پر نہیں، اور اسے شعرا کے استعمال کے لیے بنایا گیا تھا۔ اس طرز کا بہترین جانا جانے والا کام غالباً چھٹی صدی عیسوی میں حیات رہنے والے بدھ سکالر اور شاعر امارا سنہا کی مرتبہ امارا کوشا ہے۔(4)

سنسکرت کے بعد جو زبان یہاں علم و ادب کی زبان ٹھہری وہ فارسی تھی اور فارسی میں بھی کچھ قدیم لغات کے سراغ ملتے ہیں:

"There is allusive evidence that Persian dictionaries existedduring the Sassanid dynasty

(3rd–7th centuries AD), but these have not survived."

ترجمہ: "ایک تلمیحی شہادت کے مطابق ساسانِدِ خاندان کے دورِ حکومت (تیسری سے ساتویں صدی عیسوی) میں فارسی لغات موجود تھیں، لیکن یہ اب موجود نہیں ہیں" (5)۔

تاہم فرہنگ نویسی کا کام اس خطے میں کئی سو سال پہلے شروع ہو چکا تھا۔

"In India as early as the third to second century BC, glossaries were drawn up to explain the difficult words in the Vedas, which by that time were already a thousand years old. These glossaries gradually evolved into what we would recognize today as dictionaries. In the seventh century AD, the scholar Amera Sinha prepared a Sanskrit dictionary, the Amera Kosha. More than ten centuries later this was still in use — it was translated into English by Colebrooke, and Colebrooke's translation, published in Serampur in 1808, is acknowledged by Roget as one source of ideas for his Thesaurus. Hamacandra's great dictionaries of Sanskrit and of Prakrit, the Abhidhana Kintamani and the Desinamamala, date from the twelfth century."

ترجمہ: بھارت میں تیسری سے دوسری صدی قبل مسیح میں ہی ویدوں، جو کہ اس وقت تک کوئی ایک ہزار سال پرانے تھے، میں موجود مشکل الفاظ کی وضاحت کے لیے مصطلاحات کی فہرستیں اٹھالائی جاتیں۔ یہی مصطلاحات بتدریج لغات بنیں۔ ساتویں صدی عیسوی میں ایک سکالر امیرا سنہانے ایک سنسکرت لغت بنائی جسے امیرا کوشا کہتے ہیں۔ دس سے بھی زیادہ صدیاں بعد تک اسے استعمال کیا جارہا تھا۔۔۔ کولبروک نے اسے انگریزی میں ترجمہ کیا اور کولبروک کا ترجمہ جو ۱۸۰۸ء میں سیرم پور چھپا، روجٹ کے مطابق اس کے تھیسارس کے خیال کا ایک ذریعہ ثابت ہوا۔ ہماچندرہ کی سنسکرت اور پراکرت کی عظیم لغات جن کے نام ابھیدھانا کنتامانی اور دیسی نامہ مالاہیں بارہویں صدی کی ہیں۔(۶)

اردو اس خطے کی شاید کم عمر ترین زبان ہے۔ اس لیے اس زبان میں لغت نویسی کا آغاز بھی زیادہ دور کی بات نہیں ہے۔

رؤف پاریکھ اپنی کتاب ''اردو لغت نویسی: تاریخ، مسائل اور مباحث'' کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

''اردو لغت نویسی کے ابتدائی نقوش ان فارسی لغات میں ملتے ہیں جو عہد مغلیہ سے قبل برِ عظیم پاک و ہند میں تالیف کی گئیں اور جو آج بھی فارسی لغت نویسی کے لیے سند کا کام دیتی ہیں۔ ان فارسی لغات میں اردو یا مقامی بولیوں کے الفاظ بطور مترادفات لکھے گئے ہیں۔(۷)

اگر باقاعدہ لغات کی بات کی جائے تو برصغیر کی پہلے باقاعدہ فارسی لغت پر کام تیرھویں صدی میں ہوا۔ احمد علی کے مطابق:

"The first Persian dictionary in subcontinent was compiled in the reign of Alloudin Muhammad Khilgi during 1295 to 1315". Its name was Farhang Nama Qawas [The Dictionary of Qawas]."

TH-9946

ترجمہ: برِصغیر میں پہلی فارسی لغت ۱۲۹۵ سے ۱۳۱۵ء کے دوران علاؤالدین خلجی کے دورِ حکمرانی میں تالیف کی گئی۔اس کا نام فرہنگ نامہ قواس تھا۔(۸)

احمد علی ہی کے مطابق، فرہنگ نامہ قواس کے علاوہ بھی کئی ایک قدیمی فارسی لغات موجود ہیں جن کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ دستورالافضال از مولانا رفیع ۱۳۷۲ء

۲۔ ادت الفضلا از قاضی بدرالدین دہلوی ۱۴۱۹ء

۳۔ بہار الفضائل ۱۴۳۳ء

۴۔ مفتاح الفضلا از محمد بن داؤد شادی آبادی ۱۴۶۹ء

۵۔ شرف نامہ منیری از مولانا ابراہیم بن قوام فاروقی (۱۴۷۴ء۔ ۱۴۶۰ء)

۶۔ تحفۃ السعادت از مولانا محمود بن شیخ ضیاء ۱۵۱۰ء

۷۔ موید الفضلا از شیخ لاد دہلوی

۸۔ ”زفان گویا“ از بدرِ ابراہیم

۹۔ ریاض الادویہ از حکیم یوسفی ۱۵۳۹ء

ان تمام لغات میں بہت سے ہندی الفاظ موجود ہیں اگر ان کو اکٹھا کیا جائے تو ان ہی میں سے ایک ضخیم ہندی لغت مرتب کی جاسکتی ہے۔احمد علی نے کچھ مزید قدیمی لغات کی فہرست بھی دی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

۱۔ قصیدہ در لغت ہندی از حکیم یوسفی ۱۵۴۳ء

۲۔ مثال خالق باری ۱۵۴۲ء

۳۔ اللہ خدائی از تجلی، ۱۶۵۰ء

۴۔ جان پہچان

۵۔ نصاب مصطفی ۱۴۷۱ء

۶۔ لغت گوجری

۷۔ غفار باری (یہ لغت خالق باری کی طرز پر لکھی گئی ہے)

۸۔ فرہنگ فیض ۱۸۴۴ء

۹۔ فرح سبین از شیخ اسحاق لاہوری

۱۰۔ فتح الہم

۱۱۔ اسمائے فارسی از نوائیند ارائے

۱۲۔ رازق باری

۱۳۔ ایزد باری

۱۴۔ لغت سعید از محمد حصار

۱۵۔ مطبوع السیان از صفی

۱۶۔ خالق باری از محمد اکرم

۱۷۔ خالق باری از سید غلام علی شاہ

۱۸۔ قادر باری ۱۷۹۵ء از فیاض عسکری

۱۹۔ اللہ باری ۱۷۹۲ء از حافظ احسان اللہ لاہوری

۲۰۔ قادر نامۂ غالب

۲۱۔ نصاب مختصر ۱۸۲۰ءاز مولوی قدرت احمد عاصی

۲۲۔ بلق باری ۱۸۸۰ءاز پنڈت بلرام کشمیری

۲۳۔ نصاب حسن یا شام انجمن ۱۸۳۸ءاز منشی حسن علی

۲۴۔ فارسی نامہ کلاں ۱۹۱۲ء

۲۵۔ قرآن مصحف

۲۶۔ گنج فارسی از ملاہ

۲۷۔ فیض جاری از مرشمس الدین مرحوم ۱۸۸۲ء

۲۸۔ نادار الترتیب مع فرہنگ ۱۸۹۵ء

۲۹۔ حمد باری از عبد السمیع رام پوری

۳۰۔ مفید البحث از منفی حمیت علی

۳۱۔ اللہ پیار کے از محمد عبد الحمید

۳۲۔ ایزد نامہ از امجد

۳۳۔ خالق باری از احمد الدین خان

۳۴۔ خوشحال سبیان از جگ جیون داس

۳۵۔ لغت سعدی

۳۶۔ نصاب عجائب ۱۸۸۶ء از سید فرزید علی شوق

۳۷۔ فیض شاہجانی ۱۸۹۲ء از غلام احمد فروغی

۳۸۔ انوار اللغات ۱۸۹۴ء از حافظ انوار اللہ بے خود

۳۹۔ رازق باری ۱۶۶۱ء از اسماعیل

۴۰۔ ایزد باری ۱۶۹۴ء از کھتری مال

۴۱۔ خالق باری اکرم ۱۷۹۰ء

۴۲۔ صفت باری ۱۸۰۵ء گنیش داس قالونگو

۴۳۔ واسع باری

۴۴۔ اللہ باری

۴۵۔ ناصر باری

۴۶۔ اعظم باری

۴۷۔ صادق باری

۴۸۔ گنج نامہ

۴۹۔ خوانِ یغمہ ۱۷۰۳ء از طار شاہ کرنولی

۵۰۔ رسالہ در لغت عروض ۱۷۸۶ء

رؤف پاریکھ اور طارق رحمان جیسے کئی محققین کی آرا کی روشنی میں یہ بات طے ہے کہ اردو میں لسانیاتی تحقیق باقی زبانوں کی نسبت بہت پیچھے ہے۔ تاہم اردو میں اطلاقی لسانیات کے کام کو اگر اس زبان کی عمر کی تناسب سے دیکھا جائے تو کوئی زیادہ مایوس کن صورت حال نہیں ہے۔ اطلاقی لسانیات میں جس شعبے میں یہاں سب سے زیادہ کام ہوا ہے وہ لغت نویسی کا ہے۔

"Urdu lexicography has a rather unusual and interesting beginning: the earliest Urdu dictionaries were in the form of poems and it was expected of children to memorise them. These versified early dictionaries were in fact wordbooks or lists giving Persian or Arabic words and their Urdu equivalents in the form of a poem. Known as 'nisaab nama', such a poem usually had 200 couplets. Inspired by Persian nisaab namas, the earliest Urdu nisaab nama was named 'Qaseeda dar lughaat-i-Hindi' and was composed by Hakeem Yousufi in the first half of the 16th century".

ترجمہ: اردو لغت نویسی کا آغاز غیر روائتی اور دلچسپ ہے: ابتدائی ترین اردو لغات نظموں کی صورت میں تھیں اور یہ بچوں کو زبانی یاد کروانے کے مقصد سے بنائی جاتی تھیں۔ یہ منظوم ابتدائی لغات دراصل کتبِ لفظی تھیں یا ایسی فہرستیں جن میں فارسی یا عربی الفاظ اور ان کے اردو مترادفات ایک نظم کی صورت دیے جاتے تھے۔ 'نصاب نامہ' کہلانے والی ایسی نظم میں عموماً ۲۰۰ اشعار ہوتے تھے۔ فارسی نصاب ناموں سے متاثر، اولین اردو لغت کو 'قصیدہ در لغاتِ ہندی' کا نام دیا گیا اور اسے سولہویں صدی عیسوی کے پہلے نصف میں حکیم یوسفی نے مرتب کیا۔ (۹)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اردو لغت نویسی کی داغ بیل کس نے ڈالی؟

> "Amir Khusro (1253-1325) is reported to be the first Urdu lexicographer who wrote Khaliq-e-Bari [The Greatest Creator].
>
> ترجمہ: امیر خسرو (۱۲۵۳۔۱۳۲۵) کو پہلا اردو لغت نویس مانا جاتا ہے جس نے خالق باری (عظیم خالق) لکھی۔(۱۰)

تاہم یہ کوئی باقاعدہ لغت نہیں ہے بلکہ الفاظ کی منظوم وضاحت ہے۔اس لغت کے مصنف کے بارے میں کچھ ابہام بھی پایا جاتا ہے۔"اس مسئلے پر اہلِ علم میں اختلاف ہے کہ امیر خسرو متوفی ۱۳۲۵ء "خالق باری" کے خالق ہیں یا عہدِ جہانگیری کا خسرو نامی کوئی شخص اس کا مصنف تھا۔ لہٰذا یقین سے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان منظوم نصاب ناموں کا آغاز عہد مغلیہ میں ہوا یا اس سے قبل بھی یہ روایت موجود تھی" (۱۱)۔

لیلیٰ عبدی خجستہ اس حد تک تو باقیوں کے ساتھ متفق ہیں کہ:

"اردو میں سب سے قدیم نصاب نامہ "خالق باری" ہے" تاہم وہ اسے امیر خسرو کی تالیف سمجھنے کے بجائے ضیاالدین خسرو کی تالیف سمجھتی ہیں جسے انہوں نے ۱۶۲۱ء میں تالیف کیا(۱۲)۔

لغت نویسی کے ان اولین غیر روایتی نمونوں کے بعد ہندوستان میں اس کام کا باقاعدہ دور مستشرقین کے عہد میں شروع ہوا۔

غنچہ بیگم اور فائزہ خان، گریرسن اور نذیر آزاد کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتی ہیں:

> مستشرقین کی۔۔۔ابتدائی فرہنگوں کے بارے میں زمانہ ماضی قریب تک اس بات پر اتفاق تھا کہ پہلی فرہنگ (لغت) سورت کے انگریزی کارخانے میں ۱۲۳۰ھ میں لکھی ہوئی چار لسانی لغت فارسی، ہندوستانی، انگریزی اور پرتگالی ہے۔اس لغت کا تذکرہ گریرسن نے مسٹر کورج (Coridge) کی اور ینٹل کیٹلاگ (oriental catalogue) کے حوالے سے کیا جو کہ فی الوقت دستیاب نہیں ہے۔ لیکن زمانہ حال کی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ اس سے بھی

> قدیم ایک لغت لکھی گئی تھی جو کہ اب تک محفوظ ہے۔ یہ لغت ڈاکٹر ابو للیث صدیقی کے ایک مستشرق شاگرد نے دریافت کی تھی۔ یہ ۱۵۹۹ء کی تالیف ہے اور اس کے مؤلف کا نام جیرو غیوم خاویر (Jermime Xavier)[صفدر رشید نے یہ نام Jernime Xavier لکھا ہے(۱۳)۔ یہ لغت ہندوستانی (اردو، ہندی)، فارسی، اور پرتگالی میں ہے اور اس کا عنوان ہے: Vocabulariam Portugalico-Hindustano Persicum۔ اس طرح یہ اردو کی قدیم ترین لسانی لغت ہو گی"(۱۴)۔

آغا افتخار حسین اپنی کتاب یورپ میں اردو اور یورپ میں تحقیقی مطالعہ میں لکھتے ہیں کہ Lexicon Lingua Indostanicae پہلی اردو لغت ہے جسے فرانسیسی مشنری فرانسسکو ماریا ڈو ٹیر نے تالیف کیا(۱۵)۔

تاہم مستشرقین کی طرف سے لکھی گئی لغات ذو لسانی، کثیر لسانی اور بنیادی نوعیت کی ہیں۔ اردو کی باقاعدہ لغات لکھنے کا سلسلہ بھی سترھویں صدی عیسوی میں شروع ہو گیا تھا۔ رؤف کے مطابق:

> اردو میں لغت نویسی کا باقاعدہ آغاز گیارھویں صدی ہجری کے اواخر اور بارھویں صدی ہجری کے اوائل (سترھویں صدی عیسوی کے اواخر یعنی عہدِ عالمگیری) میں تصنیف کی جانے والی لغت "غرائب الغات" سے ہوا جس کے مئولف عبدالواسع ہانسوی تھے۔(۱۶)

رؤف پاریکھ کے یہ الفاظ مندرجہ بالا بیان کی تصدیق کرتے ہیں:

> سترھویں صدی عیسوی کے اواخر یعنی عالمگیری دور کے ایک مصنف عبدالواسع ہانسوی کی مرتبہ غرائب الغات کو اردو کی پہلی لغت تسلیم کیا جاتا ہے۔ سراج الدین خان آرزو نے اسے "نوادر الالفاظ" کے نام سے ۱۱۵۶ ہجری یا ۱۷۴۳ عیسوی میں مرتب کیا۔ (۱۷)

اردو کی یہ پہلی لغت اگر سراج الدین خان آرزو کے ادارتی عمل سے نہ گزرتی تو شاید ایک عام فرہنگ ہوتی۔ سید عبداللہ کے مطابق:

غرائب الغات ایک معمولی کتاب ہے اور اس کے مخاطب عام طالب علم ہیں، جبکہ سراج الدین خان آرزو نے "نوادر الالفاظ" میں نہ صرف یہ کہ غرائب کے تمام الفاظ کو لے لیا بلکہ نوادر کو ایک عالمانہ اور محققانہ کتاب بنا دیا۔(۱۸)

ڈان اخبار میں اپنے ایک مضمون میں رؤف پاریکھ غرائب الغات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"Strangely enough, this 'first ever dictionary of Urdu' enlists Urdu words but explains them in Persian. It manifests the high pedestal the Persian language occupied in the subcontinent until just a few centuries ago."

ترجمہ: عجب بات یہ ہے کہ یہ 'اولین اردو لغت' اردو الفاظ کا اندراج کر کے ان کی فارسی میں تشریح کرتی ہے۔ یہ چند صدیاں قبل تک برصغیر میں فارسی کے اعلیٰ مقام کا مظہر ہے۔ (۱۹)

چناں چہ جس لغت کو اردو کی پہلی لغت مانا جاتا ہے وہ بھی دراصل ایک ذولسانی اردو فارسی لغت ہے۔

رؤف پاریکھ کے مطابق: "اردو کی دوسری باقاعدہ لغت میر محمدی عترت کی "کمالِ عترت" ہے جو اٹھارویں صدی عیسوی کے اواخر میں تالیف ہوئی"۔ اس لغت کا سنِ اشاعت ۱۷۷۵۔۱۷۷۶ء ہے(۲۰)۔

ان دو لغات کے بعد کئی اور لغات سامنے آئیں جیسے کہ "شمس البیان فی مصطلاحاتِ ہندوستان" جسے مرزا جان طپش نے ۱۲۰۷ھ میں تالیف کیا۔ اس میں اردو محاوروں کے فارسی تراجم دیے گئے ہیں اور مثالوں کے لیے اشعار بھی دیے گئے ہیں۔ دلیلِ ساطع ایک اور لغت ہے جسے مولوی محمد مہدی واصف نے ۱۲۴۸ھ میں تالیف کیا۔ ایک اور لغت "نفائس اللغات" ہے جس کو اوحد الدین نے تالیف کیا۔ یہ ۱۸۳۶ء میں لکھنؤ میں تیار ہوئی۔ محمد اجمل خان کے مطابق:

یہ لغت خود ایک صاحبِ زبان نے لکھی ہے اور اس زمانے میں لکھی ہے جب ہندوستانی زبان کا روزمرہ اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا" (۲۱)۔اس لغت کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے محمد اجمل خان لکھتے ہیں: ''مصنف نے ہندوستان کی عام زبان کا نام ''اردوئے ہندوستانی'' اور ''اردوئے ہندی'' لکھا ہے اور اس کا فارسی اور عربی میں ترجمہ کیا ہے۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ جتنے لفظ جمع کرتا ہے وہ خالص ہندوستانی بن چکے تھے۔اور اب اگر کوئی ہندوستانی لغت تیار کی جائے تو ان لفظوں کو ہندوستانی کے بنیادی الفاظ قرار دینا چاہیے۔(۲۲)

غنچہ بیگم اور فائزہ خان مولوی عبدالحق کے حوالے سے لکھتی ہیں کہ: ''میر علی اوسط رشک لکھنوی جو مشہور شاعر اور ناسخ کے ارشد تلامزہ (میں سے) ہیں۔انہوں نے اردو لغت '' نفس اللغہ'' کے نام سے تالیف کی ہے۔اس میں اردو الفاظ کے معنی فارسی میں دیے ہیں۔سن تالیف ۱۲۵۶ (۱۸۴۴ء)'' (۲۳)۔

اس طرح کی کئی ایک اور بھی لغات موجود ہیں، تاہم ان کے معیار کے حوالے سے نقاد کوئی زیادہ مطمئن نہیں ہیں۔اس ضمن میں رؤف پاریکھ لکھتے ہیں:

بیشتر میں لغت نویسی کا زیادہ تر یہی انداز ہے کہ الفاظ کے مترادفات دیے گئے ہیں اور ان میں سے بعض کو لغت کی بجائے فرہنگ ہی کہنا چاہیے۔گویا اردو کی ابتدائی لغات اپنی نوعیت کے لحاظ سے دولسانی یا سہ لسانی ہیں۔یہ بڑی حد تک نصاب ناموں کی دین ہیں اور نصاب ناموں ہی کی طرح ان میں مترادفات دیے گئے ہیں۔افسوس ناک بات یہ ہے کہ نصاب ناموں کے اثرات سے اردو میں لغت نویسی کو مترادفات کی فہرست سازی سمجھ لیا گیا اور اس کے اثرات بہت بعد میں لکھی جانے والی لغات میں بھی نظر آتے ہیں۔مثلاً ''فرہنگِ آصفیہ'' جیسی مبسوط لغت جو انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں لکھی گئی میں بھی اکثر مقامات پر مترادفات سے کام چلا لیا گیا ہے۔اس کے بعد کے ادوار کی بہت سی لغات میں بھی یہی روش ملتی ہے بلکہ حالیہ دور میں لکھی گئی بعض ایسی لغات میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے جو مستند سمجھی جاتی ہیں۔حالانکہ لغت نویسی میں تشریح نگاری کی بڑی اہمیت ہے۔(۲۴)

رؤف پاریکھ اپنے مضمون ''اردو کی ابتدائی لغت نویسی اور نصاب نامے'' میں اردو لغت نویسی کی روایت پر شدید تنقید کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ:

> زیادہ تر لغات میں ''دوسروں کے لکھے ہوئے الفاظ کو لے لیا[گیا] چنانچہ اردو کی کئی لغات میں اپنے پیش رؤوں کی اغلاط کو جوں کا توں دوہرایا گیا ہے۔ نقل در نقل کا یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ حتیٰ کہ باقاعدہ منصوبہ اور اداروں کے تحت تیار ہونے والی لغات بھی بعض مقامات پر اس عیب سے پاک نہیں ہیں۔(۲۵)

چنانچہ اولین اردو لغات نصاب ناموں کی صورت میں تھیں۔دوسرے دور کی لغات دو لسانی تھیں۔ پہلے اردو۔فارسی یا اردو۔عربی اور بعد میں اردو۔انگریزی۔اس دوسرے دور میں کچھ اور یورپی زبانوں کو ملا کر کثیر لسانی لغات بھی بنائی گئیں اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ان میں سے زیادہ تر کا معیار ناقص تھا۔

> "even in the third phase we do not find any Urdu-Urdu dictionaries as the British had taken over and they began compiling Urdu-English dictionaries. It was not until 1868 that the compilation of an Urdu-Urdu dictionary began. Named 'Mustalahat-i-Urdu' and compiled by none other than Moulvi Syed Ahmed Dehlvi, it was an early version of what was to be compiled later in four volumes and to be known as 'Farhang-i-Aasifya'".

> ترجمہ: حتیٰ کہ تیسرے دور میں بھی ہمیں کوئی اردو سے اردو لغات نہیں ملتیں کیونکہ اس دور میں برطانوی یہاں کے حکمران بن چکے تھے اور انہوں نے اردو۔انگریزی لغات بنانا شروع کر دیں۔۱۸۶۸ء میں کہیں جا کر پہلی اردو۔اردو لغت پر کام شروع ہوا۔مصطلاحاتِ اردو کے نام

سے جانی جانے والی یہ لغت جسے مولوی سید احمد نے تالیف کیا بعد میں چار جلدوں میں سامنے آنے والی ' فرہنگِ آصفیہ ' کی پہلی صورت تھی۔ (۲۶)

آغاز میں لکھی جانے والی کئی ایک لغات محض اس مقصد سے بھی لکھی گئی تھیں کہ ماضی میں ہونے والی پیش رفتوں کو محفوظ بنایا جاسکے۔

"the goal of Indo-Persian lexicographers was essentially to preserve and augment the inventories of their prestigious predecessors, both Iranian and Indian."

ترجمہ: ہند۔فارسی لغت نویسوں کا مقصد بنیادی طور پر اپنے ایرانی اور ہندوستانی پیش رؤوں کی فہرستوں کو محفوظ بنانا اور ان میں اضافہ کرنا تھا۔(۲۷)

انگریزوں کی ہندوستان میں آمد کے بعد یہاں کا لسانی منظر نامہ مکمل طور پر بدل گیا۔انگریزوں نے اس وقت کے دربار کی زبان فارسی کو نیچا دکھانے کے لیے اردو کی سرپرستی کی۔اب تدریس، تحقیق اور تخلیق میں اردو پہلے کی نسبت زیادہ معتبر زبان بن کر ابھری۔

"As Persian gave way to Urdu in the 19th century, Persian was dropped by the British as the official language of administration in 1834. Indo-Persian lexicography enjoyed an Indian summer as a cottage industry, in which local scholars, sometimes "ghost-compiling" for local rulers, produced conventional or idiosyncratic works with unexpected innovations marking the end of an era.

Šahjahan Begam (1838-1901), the strong-willed nowwab of Bhopal, used her talented court clientele and three printing presses to produce the Kazanat al-logat (introduced by Navrosji Hormasji, 2 vols., Bhopal, 1886), a hexaglot arranged in columns with the source word (Urdu) and its equivalents (Persian-Arabic-Sanskrit-English-Ottoman Turkish) running across in individual cells and a Persian marginal commentary. Women's vocabulary, popular customs, and shrewd distinctions between (Indo-)Persian and Urdu usage are prominent features."

ترجمہ: انیسویں صدی میں جب فارسی نے اردو کو راہ دی تو ۱۸۳۴ء میں برطانویوں نے فارسی کا دفتری زبان والا مقام ختم کر دیا۔ چنانچہ ہند۔ایرانی لغت نویسی، جس میں لغت نویس کبھی کبھی کرائے پر مقامی حکمرانوں کے لیے لکھ کر کچھ غیر متوقع جدتوں کے ساتھ روائتی لغات بنایا کرتے تھے، ایک گھریلو صنعت کے طور پر ہندوستانی بہار سے لطف اندوز ہونے کے بعد اپنے انجام کو پہنچی۔ بھوپال کی آہنی ارادوں کی مالک نواب شاہ جہان بیگم نے اپنے درباریوں کی قابلیت اور تین چھاپہ خانوں کو استعمال کر کے ' خزانۃ الغات ' تالیف کی (جس کا تعارف نَورو سجی ہورمس جی نے لکھا اور جو بھوپال سے ۱۸۸۶ء میں دو جلدوں میں شائع ہوئی)۔ یہ ایک شش زبانی لغت ہے جس میں بنیادی لفظ (اردو میں) اور اس کے مترادفات (فارسی، عربی، سنسکرت، انگریزی، عثمانیہ ترکی زبانوں میں) کالموں میں موجود انفرادی خانوں میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے رکھے گئے ہیں جب کہ فارسی زبان میں تشریح حاشیے میں

موجود ہے۔ عورتوں کے الفاظ، مقبولِ عام روایات اور ہند فارسی اور اردو کے مابین استعمالات
کے باریک فرق پر حاشیہ آرائی اس کے اہم خصائص ہیں۔(۲۸)

عمومی لغات کے رواج پانے کے بعد لغت نویسوں نے خاص مقصد کو پورا کرنے والی فرہنگیں لکھنا شروع کر دیں۔ سب سے پہلے ادبی فرہنگیں لکھی گئیں۔ "اردو میں پہلی ادبی فرہنگ وثوقِ صراحت ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی۔ یہ غالب کے منتخب کلام کی فرہنگ ہے جسے ابتدائیے میں شرح کا نام دیا گیا" (۲۹)۔

انیسویں صدی میں پنپنے والی اردو زبان آج لغت نویسی کے میدان میں اتنی ترقی یافتہ ہو چکی ہے کہ اس کی ایک لغت بائیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

> "most remarkable manifestation of [the tradition of compiling Urdu-Urdu dictionaries] is the 22-volume Urdu dictionary compiled and published by the Urdu Dictionary Board."

ترجمہ: " [اردو سے اردو لغت نویسی کی روایت کا] بہترین مظہر بائیس جلدوں میں دستیاب
اردو لغت ہے جسے اردو لغت بورڈ نے تالیف اور شائع کیا"(۳۰)۔

اردو لغت نویسی کے آغاز میں کچھ کام لغت نویسی کے ان اصولوں پر ہوا جنہیں آج کل جدید ترین اور انتہائی سائنسی طریقہ کار سمجھا جاتا ہے۔ ان میں ایک اصول الفاظ کی شمولیت اور درجہ بندی کی بنیاد ڈیٹا کو بنانا ہے۔

> "The fact that is often ignored or not discussed at all while narrating the theory or practice of Urdu lexicography is that these European lexicographers of Urdu based their works on the research work and data collected during the field work. Though these early dictionaries were bilingual ones and

not compiled by the natives, they became the foundation on which the later day Urdu lexicographers built their monolingual lexicographical works, i.e. Urdu-Urdu dictionaries. Urdu's native lexicographers learnt a lot from their European predecessors but what they could not follow more faithfully was the practice of going into the field and collecting the data."

ترجمہ: اردو لغت نویسی کے نظریے اور کام کی وضاحت کرتے ہوئے جس حقیقت کو نظر انداز کیا جاتا ہے یا جس پر سرے سے بحث ہی نہیں ہوتی وہ یہ ہے کہ اردو کے ان یورپی لغت نویسوں نے اپنے کاموں کی بنیاد تحقیق اور میدانِ عمل سے اکٹھا کیے گئے ڈیٹا پر رکھی۔ اگرچہ یہ اولین لغات دوز بانی تھیں اور انہیں مقامی لوگوں نے بھی تالیف نہیں کیا تھا، پھر بھی یہ لغات ایک ایسا نمونہ بنیں جن پر بعد کے اردو لغت نویسوں نے اپنے یک زبانی کاموں یعنی اردو سے اردو لغت نویسی کی تعمیر کی۔ اردو کے مقامی لغت نویسوں نے اپنے یورپی پیش روؤں سے بہت کچھ سیکھا لیکن جس چیز میں وہ ان کی پیروی نہیں کر سکے وہ فیلڈ میں جا کر ڈیٹا اکٹھا کرنے کا کام تھا(۳۱)۔

لغات کی بنیاد دراصل سیاق و سباق سے لیے گئے ڈیٹا پر رکھنے سے لغات میں عوامی رنگ آتا ہے۔ ان الفاظ کو نمائندگی ملتی ہے جو روز مرہ استعمال میں رہتے ہیں۔ تاہم اگر اس امر کو نظر انداز کر دیا جائے تو پھر الفاظ، مترادفات اور مثالوں کا انتخاب لغت نویس کے ذوق پر منحصر ہوتا ہے۔ شاید اسی لیے زیادہ تر لغات میں یہ مسئلہ ایک تعصب کی صورت میں موجود ہے۔

"our lexicographers compiling Urdu-Urdu dictionaries, be it 'Farhang-i-Aasifya', 'Noor-ul-

lughaat' or Urdu Dictionary Board's 22-volume dictionary, prefer citations from literature and are biased in favour of poetry and poetical expressions."

ترجمہ: ہمارے اردو سے اردو لغات، چاہے وہ 'فرہنگِ آصفیہ' ہو، 'نور اللغات' ہو یا اردو لغت بورڈ کی بائیس جلدوں والی لغت، کو تالیف کرنے والے لغت نویس ادب سے حوالے دینے کو ترجیح دیتے ہیں اور شاعری اور شعری اظہاریوں کے حق میں متعصب ہیں (۳۲)۔

تاہم کچھ لغات میں علمی اور سائنسی بنیادوں پر بھی کام کیا گیا ہے جیسا کہ بابائے اردو کی انگریزی سے اردو لغت۔

"Baba-e-Urdu [Father of Urdu], Molvi Abdul Haq (1870), also compiled an English-Urdu dictionary. He worked on a project of compiling a dictionary on historical principles but during the riots of 1947, most of his work was destroyed. After partition of sub-continent, he established Anjuman Taraqai-e-Urdu [Association for the Development of Urdu] at Karachi and compiled Lughat-e-Kabeer [Big Dictionary] Vol. I in 1973 based on his previous work."

ترجمہ: " بابائے اردو مولوی عبدالحق (پیدائش: ۱۸۷۰) نے بھی ایک انگریزی۔اردو لغت مرتب کی۔ انہوں نے تاریخی اصولوں پر ایک لغت مرتب کرنے کے منصوبے پر کام کیا لیکن ۱۹۴۷ء کی تقسیمِ برِصغیر کے فسادات کے دوران ان کا زیادہ تر کام ضائع ہو گیا۔ تقسیم برصغیر

کے بعد انہوں نے کراچی میں انجمن ترقیٔ اردو قائم کی اور اپنے پرانے کام کو بنیاد بنا کر ۱۹۷۳ء میں 'لغتِ کبیر' کی پہلی جلد مرتب کی'' (۳۳)۔

اس باب میں برصغیر پاک وہند میں لغت نویسی کی روایت کا مختصراً جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں اولین لغات سنسکرت میں لکھی گئی تھیں اور یہ خاصی قدیمی ہیں۔ ان کے بعد فارسی لغات کا عہد آتا ہے اور پھر ہندوستانی زبان کے الفاظ کے معانی کے لیے ان کے فارسی، عربی، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مترادفات دینے والی لغات بنائی گئیں۔ اگرچہ اب اردو سے اردو لغات بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں لیکن ان کا معیار عالمی سطح کی جدید لغات سے کہیں پیچھے ہے۔

حوالہ جات

۱۔ نیل سملسر، پال بالٹس(Neil Smelser,Paul Baltes)، *International Encyclopedia of the Social & Behavioral Sciences.*،۲۰۰۱ء

۲۔ ایم۔اے۔کے۔ہیلیڈے، "Lexicology"مشمولہ *Lexicology:A short introduction*(لندن:کنٹی نیوم،۲۰۰۷ء)، ص۱۸۔

۳۔ پیٹرک ہینکس(Patrick Hanks)، "Lexicography from Earliest Times to thePresent"مشمولہ *The Oxford Handbook of History of Linguistics* مرتبہ کیتھ ایلن(Keith Allen)(لندن:اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس،۲۰۱۳ء)، ص۵۰۵۔

۴۔ ایضاً، ص۵۰۵۔۵۰۶۔

۵۔ ایضاً، ص۵۰۶۔

۶۔ ایم۔اے۔کے۔ہیلیڈے، "Lexicology"، ص۱۶۔

۷۔ رؤف پاریکھ، اردو لغت نویسی:تاریخ،مسائل اور مباحث(اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۲۰۱۰ء)، ص۹-۱۰۔

۸۔ علی احمد(Ali Ahmed)، *A study of developments in monolingual Urdu lexicography*، ص۵۰۔

۹۔ رؤف پاریکھ(Rauf Parekh)، "Urdu lexicography: Principles andPractice"مشمولہ ڈان کراچی(۲۴،فروری ۲۰۱۳ء)۔

۱۰۔ علی احمد(Ali Ahmed)، *A study of developments in monolingual Urdu lexicography*، ص۱۰۔

۱۱۔ رؤف پاریکھ، اردو لغت نویسی:تاریخ،مسائل اور مباحث، ص۹۔

۱۲- لیلیٰ عبدی خجستہ،انیسویں صدی کی اردولغت نویسی کےتناظر میں سلینگ،ٹیبو(غیرمہذب الفاظ)،دعا اورتکیہ کلام کا مطالعہ،ص۹۔

۱۳- غنچہ بیگم،فائزہ خان،"لغت کے معنی،مفہوم،ابتدااورارتقا"،ص۲۵۱۔

۱۴- ایضاً۔

۱۵- تفصیل کے لیے دیکھیے:

آغاافتخار حسین،یورپ میں اردو(لاہور:مرکزی اردوبورڈ،۱۹۶۸ء)

آغاافتخار حسین،یورپ میں تحقیقی مطالعے(لاہور:مجلس ترقی ادب،۱۹۶۷ء)

۱۶- رؤف پاریکھ،"اردو کی ابتدائی لغت نویسی اور نصاب نامے"مشمولہ اردو لغت نویسی:تاریخ، مسائل اور مباحث،ص۳۰۱۔

۱۷- رؤف پاریکھ،"مقدمہ"مشمولہ اردو لغت نویسی:تاریخ، مسائل اور مباحث، ص۹۔

۱۸- سید عبداللہ،"مقدمہ"مشمولہ نودار الالفاظ مصنفہ سراج الدین علی خان آرزو بحوالہ رؤف پاریکھ"اردو کی ابتدائی لغت نویسی اور نصاب نامے"،ص۳۰۲۔

۱۹- رؤف پاریکھ،"Urdu's early dictionaries and European scholars"مشمولہ ڈان کراچی(۲۷،اگست۲۰۱۲ء)

۲۰- رؤف پاریکھ،"مقدمہ"مشمولہ اردو لغت نویسی:تاریخ، مسائل اور مباحث، ص۱۰۔

۲۱- محمد اجمل خان،"نفائس اللغات"مصنفہ اوحدالدین بلگرامی مشمولہ اردو لغت نویسی:تاریخ، مسائل اور مباحث،ص۲۹۰۔

۲۲- ایضاً،ص۲۹۱۔

۲۳- مولوی عبدالحق،"عنوان اردو لغات اور لغت نویسی"بحوالہ غنچہ بیگم،فائزہ خان"لغت کے معنی، مفہوم،ابتداءاور اتقاء،ص۲۵۷۔

۲۴- رؤف پاریکھ،"اردو کی ابتدائی لغت نویسی اور نصاب نامے"،ص۳۰۳

۲۵- ایضاً،ص۳۰۵۔

۲۶۔ رؤف پاریکھ(Rauf Parekh)،"Urdu lexicography: Principles andPractice"مشمولہ ڈان کراچی(۲۴،فروری ۲۰۱۳ء)۔

۲۷۔ لیکسیکو گرافی،
http://www.iraicaonline.org/articles/lexicography،تاریخ ملاحظہ ۳۰جنوری ۲۰۱۷ء۔

۲۸۔ ایضاً۔

۲۹۔ غلام عباس، گل باز،"ادبی فرہنگ نویسی:بنیادی نکات"مشمولہ تحقیقی زاویے نمبر،شمارہ ۷(جنوری-جون ۲۰۱۶ء)، ص ۱۳۳۔

۳۰۔ رؤف پاریکھ(Rauf Parekh)،"Urdu lexicography: Principles andPractice"مشمولہ ڈان کراچی(۲۴،فروری ۲۰۱۳ء)۔

۳۱۔ رؤف پاریکھ،"Urdu's early dictionaries and European scholars"مشمولہ ڈان کراچی(۲۷،اگست ۲۰۱۲ء)

۳۲۔ ایضاً۔

۳۳۔ علی احمد(Ali Ahmed)،*A study of developments in monolingual Urdu lexicography*، ص ۱۱۔

باب سوم

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تعارف

اس باب میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ لیکن سب سے پہلے اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کی لغت نویسی کا ایک مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس برطانیہ کی عظیم درسگاہ اوکسفرڈ یونیورسٹی سے جُڑی ہوئی ہے۔ اوکسفرڈ یونیورسٹی اس وقت اپنے معیار کے اعتبار سے دنیا کی نمبر ایک یونیورسٹی سمجھی جاتی ہے۔ یہ یونیورسٹی ایک بہت ہی قدیم یونیورسٹی ہے جس کے آغاز کا صحیح اندازہ تو کسی کو نہیں ہے مگر کچھ شواہد کے مطابق 1096ء میں یہاں پر تعلیم دی جارہی تھی۔ اس یونیورسٹی میں بائیس ہزار سے زیادہ طلبا وطالبات تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس یونیورسٹی میں اڑتیس کالج ہیں جن میں تقریباً تمام علوم سے متعلق تعلیم دی جاتی ہے۔ دنیا کا قدیم ترین جامعاتی عجائب گھر اسی یونیورسٹی میں موجود ہے۔ اس میں یونیورسٹی کا کُتب خانہ برطانیہ کی درسگاہوں میں سب سے زیادہ ضخیم ہے۔ اس جامعہ سے فارغ التحصیل لوگوں میں سے اٹھائیس نے نوبیل انعام حاصل کیا اور ستائیس برطانیہ کے وزیر اعظم بنے جبکہ ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر دنیا کے دوسرے ملکوں کے سربراہان بنے۔ اسی یونیورسٹی میں دنیا کا سب سے بڑا جامعاتی اشاعتی ادارہ ہے جو کہ اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس

اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کیمبرج یونیورسٹی پریس کے بعد سب سے قدیمی جامعاتی اشاعت خانہ ہے۔ اس کی ویب سائیٹ کے مطابق یہ یونیورسٹی آف اوکسفرڈ کا ایک شعبہ ہے جس کا مقصد تحقیق اور تعلیم میں کمال کو پہنچنے کے مقصد کو پانا ہے۔ یہ چھاپاخانہ دنیا کی چالیس زبانوں میں مواد شائع کرتا ہے۔ یہ مواد برخط (online) اور کتابی دونوں صورتوں میں دستیاب ہے۔ اس کی اشاعتیں تمام قسم کے قارئین بچوں، اسکول میں جانے والوں، یونیورسٹی کے تحقیق کاروں اور عام لوگوں سب کے لیے ہیں۔ اس ادارے نے 1480ء میں اشاعت کا کام شروع کیا اور بہت جلد تخلیق اور تحقیق کے کام کی اشاعت کا مرکز بن گیا۔ اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس ہر سال

دنیا بھر سے تقریباً چھ ہزار نئی کتابیں چھاپتا ہے۔ امریکہ، برطانیہ سمیت دنیا کے کئی ممالک میں اس ادارے کو ٹیکس سے استثناء حاصل ہے (۱)۔

اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کی لُغات

اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کو لغات کی اشاعت میں خاص مقام حاصل ہے۔ اسے دنیا کی بہترین لُغات چھاپنے والا ادارہ مانا جاتا ہے۔ اس کی سب سے اہم لُغات اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری، شارٹر اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری، کمپیکٹ اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری، کنسائیز اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری، اوکسفرڈ ڈکشنری آف نیشنل بایوگرافی، اوکسفرڈ ڈکشنری آف مارکیٹنگ اور اوکسفرڈ ایڈوانس لرنرز ڈکشنری ہیں۔

ان کے علاوہ کئی دولسانی لُغات بھی اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس نے شائع کی ہیں۔ ان میں انگریزی چینی، انگریزی فرانسیسی، انگریزی یونانی، انگریزی کورین، انگریزی پُرتگالی، انگریزی ہسپانوی، انگریزی اردو وغیرہ شامل ہیں۔ اس ادارے کا لُغاتی شاہکار اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری کو مانا جاتا ہے۔ جس پر 1857ء میں کام شروع ہوا۔ اور 1884ء میں اشاعت کا مرحلہ آغاز ہوا۔ 1928ء میں اس کی دس جلدیں شائع ہوئیں۔ 1989ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا جس کی بیس جلدیں تھیں اور اکیس ہزار سات سو اٹھائیس صفحات تھے۔ آج کل اس کے تیسرے ایڈیشن پر کام جاری ہے۔ یہ لغت برخط (online) بھی دستیاب ہے۔ ہر ماہ یہ تقریباً بیس لاکھ مرتبہ دیکھی جاتی ہے۔ انگریزی زبان میں لکھی جانے والی یہ وضاحتی لغت ادیبوں، ترجمہ نگاروں، دانش وروں اور تحقیق کاروں کو ایک جامع حوالہ مہیا کرتی ہے۔

انٹرنیٹ ٹیکنالوجی کی آمد کے بعد دنیا کے کئی اداروں نے اپنی اشاعتوں کو آن لائن کر کے تصنیف اور قاری کے درمیانی فاصلے کو کم کیا۔ اس ضمن میں اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس بھی کسی سے پیچھے نہیں رہا۔ اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری کے علاوہ ایک آن لائن لغاتی ماخذ English Oxford Living Dictionaries کے نام سے موجود ہے (۲)۔ لغات کی آن لائن دستیابی کے لیے اس ادارے نے حال ہی

میں جرمنی کے ادارے bab.la سے معاہدہ کیا ہے۔ یہ ادارہ دنیا کی ان تمام زبانوں کی لغات بنا رہا ہے جن کی برخط نمائندگی کم ہے۔ اب تک اس ادارے نے دنیا کی اٹھائیس زبانوں کی لغات تیار کر کے آن لائن کی ہیں۔ اب اس ادارے کا تمام کام اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس کے بینر تلے آگیا ہے۔

اس لغت کے تعارف کے لیے ضروری ہے کہ یہاں اس کی تخلیق کے عمل میں شامل مئولفین، مشیران، اور مدیران کا مختصر سا تعارف پیش کیا جائے۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے مئولفین اور مدیران

اردو لغت نویسی سے متعلق اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کا پہلا بڑا پراجیکٹ اوکسفرڈ انگلش اُردو ڈکشنری تھا۔ اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس پاکستان کی ویب سائیٹ کے مطابق یہ لغت کنسائیز اوکسفرڈ ڈکشنری کا دولسانی ایڈیشن ہے۔ یعنی یہ لغت ایک انگریزی سے انگریزی لغت کے اندراجات کا اردو ترجمہ کر کے تیار کی گئی ہے۔ اس میں انگریزی الفاظ کے تقریباً ایک لاکھ پچیس ہزار اردو مترادفات شامل ہیں۔ اسے شان الحق حقی نے ترجمہ کیا تھا(۳)۔

اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کی جانب سے اردو لُغت نویسی کا دوسرا بڑا کام 2013ء میں شائع ہونے والی اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ 1165 صفحات پر مشتمل اوکسفرڈ اردو انگریزی لُغت، اردو سے انگریزی لُغات میں جدید ترین اور سب سے جامع لُغت سمجھی جاتی ہے۔ اس لغت کے مئولفین ایس ایم سلیم الدین اور سہیل انجم ہیں۔ اس کے مُدیران رؤف پاریکھ، طارق محمود اور سرمد حسین ہیں جبکہ اس پراجیکٹ کے مشیر ڈاکٹر جمیل جالبی ہیں۔ مُتہم، معاون اور نائب معاون مدیران میں ابراھیم سعد، حمیرا اشرف علی، شہنیلہ ارشد اور مسعود احمد شامل ہیں۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے مؤلف ایس ایم سلیم الدین 1930ء میں بھوپال میں پیدا ہوئے۔ آگرہ یونیورسٹی سے اردو اور انگریزی ادب میں گریجویشن کی سند حاصل کی۔ لغت میں شامل ''عرض ناشر'' کے مطابق وہ پچھلے بیس برس سے اس اردو انگریزی لُغت پر کام کر رہے تھے۔

لغت کے دوسرے مؤلف سُہیل انجم نے کراچی یونیورسٹی سے انگریزی لسانیات میں ایم اے کیا۔ کئی کتابوں اور مقالوں پر کام کیا اور اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے علاوہ اوکسفرڈ انگلش اردو ڈکشنری میں بھی بطور مدیر کام کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر رؤف پاریکھ جو کہ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے مدیر اعلیٰ ہیں، کراچی یونیورسٹی سے اردو ادب میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری رکھتے ہیں اور آج کل وہیں پڑھاتے ہیں۔ وہ ادارہ یادگار غالب کراچی کے سربراہ بھی ہیں۔ اس سے پہلے اردو لغت بورڈ کراچی میں مدیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں۔ لُغت نویسی اور مقالہ نگاری کے علاوہ وہ انگریزی روزنامہ ''ڈان'' میں ہفتہ وار کالم بھی لکھتے ہیں (۴)۔

لغت کے مدیر طارق محمود چار انگریزی لغات سمیت کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ انہیں اردو اور انگریزی کے علاوہ فارسی اور جرمن پہ بھی عبور حاصل ہے۔ وہ ایک ماہر ترجمہ نگار ہیں۔ اور انگریزی اور جرمن کی تین سو سے زائد تحریروں کا اردو میں ترجمہ کر چکے ہیں۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لُغت کے مدیر برائے صوتیاتی حروف تہجی ڈاکٹر سرمد حُسین ہیں۔ وہ صوتیات اور لسانیات کے منجھے ہوئے محقق ہیں۔ انہوں نے نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی سے اردو صوتیات کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ لاہور میں ان کا قائم کردہ ''مرکزِ تحقیقات لسانیات'' اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کی صوتیات اور کمپیوٹری لسانیات پر قابل قدر کام کر رہا ہے۔

اردو زبان و ادب کے تاریخ دان اور محقق ڈاکٹر جمیل جالبی اوکسفرڈ اردو انگریزی لُغت کے مشیر ہیں۔ وہ 12 جون 1929ء کو علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ میں کام کیا اور اپنی

ریٹائرمنٹ کے بعد 1983ء میں کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر بنے اور 1987ء میں مقتدرہ قومی زبان کے چیئرمین بنے۔ وہ بیس سے زیادہ کتابوں کے مُصنف ہیں۔ تاریخ ادب اردو ان کا علمی اور تحقیقی شاہکار ہے (۵)۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے اندراجات

اس لغت کے سات حصے ہیں۔ سب سے پہلے مینیجنگ ڈائریکٹر امینہ سید کی جانب سے "عرض ناشر" ہے۔ جس میں اس پراجیکٹ کی اہمیت اور تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ امینہ سید کے مطابق اگرچہ ایس ایم سلیم الدین کم وبیش بیسبرس سے اردو انگریزی لُغت تیار کر رہے تھے لیکن اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کے ساتھ ان کا معاہدہ 2004ء میں ہوا۔ ان کے مطابق ایس ایم سلیم الدین اور سہیل انجم کی کوششوں سے اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کو 2006ء میں ابتدائی مسودہ موصول ہوا جو چھپن ہزار (56,000) اندراجات پر مشتمل تھا۔ پھر ڈاکٹر جمیل جالبی کی مشاورت اور طارق محمود اور رؤف پاریکھ کی شمولیت سے اندراجات کی تعداد پچاسی ہزار (85,000) ہوگئی۔ امینہ سید کے اس عرض ناشر میں مئولفین اور مدیران کا مختصر تعارف بھی دیا گیا ہے۔

اس لُغت میں رؤف پاریکھ کی طرف سے لکھا گیا جامع مقدمہ بھی شامل ہے۔ اس مقدمے میں ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اردو زبان کی تاریخ، اس کا لسانی خاندان، اس کی ابتدا سے متعلق مختلف نظریات، اس کی مذہبی وابستگی سے متعلق وضاحت شامل کی ہے۔ اس مقدمے میں اردو لُغت نویسی کی مختصر تاریخ بھی دی گئی ہے اور اردو لغت نویسی میں مروج کچھ رجحانات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ آخر میں ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اوکسفرڈ اردو انگریزی لُغت کی ترتیب میں ان کے پیشِ نظر رہنے والے اصول بیان کیے۔

لغت میں شامل اگلا باب لغت سے استفادے کے لئے ہدایات اور توضیحات پر مشتمل ہے۔ اس ہدایت نامے میں لغت سے اخذ کی گئی مثالوں کی مدد سے اردو الفاظ کے اندراجات کا کُلیہ جو اردو لُغت بورڈ اور مقتدرہ قومی زبان کے شائع کردہ اردو حروف تہجی کے قاعدے سے اخذ کیا گیا ہے بھی شامل کیا گیا ہے۔ انہی ہدایات میں قواعدی معلومات اور ان کے استعمال کی وضاحت بھی شامل ہے۔

لُغت کے اندراجات کی فہرست میں اردو الفاظ کا تلفظ بھی شامل ہے۔ اس فہرست میں اردو کے مصمتے اور مصوتے شامل کیے گئے ہیں۔ اعراب کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ اس کے بعد مُخففات کی اجمالی توضیحات دی گئی ہیں۔ جن میں عمومی نوعیت کے الفاظ کے ساتھ ساتھ قواعدی موضوعات، خصوصی عنوانات اور زبانوں سے متعلق اندراجات کا اشاریہ دیا گیا ہے۔

عرض ناشر، مقدمہ، لغت سے استفادے کے لیے ہدایات و توضیحات، اردو الفاظ کا تلفظ اور اجمالی توضیحات کے بعد لغت کا باقاعدہ آغاز ہو جاتا ہے۔ جو کہ صفحہ نمبر 1 سے صفحہ نمبر 1157 تک جاری رہتی ہے۔

اس کے بعد "انگریزیائے گئے اردو الفاظ" کی فہرست دی گئی ہے۔ صفحہ 1158 سے 1165 تک موجود اس فہرست میں اردو کے کل سات سو ستائیس ایسے الفاظ شامل ہیں جو نہ صرف اب عام بول چال کی انگریزی زبان میں استعمال ہونے لگے ہیں بل کہ اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری سمیت کئی لغات میں بھی شامل کیے جا چکے ہیں۔

اس لغت کے آخر میں اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس کی جانب سے قارئین کو جعل سازی سے خبردار کرنے کے لیے ایک صفحے کا اشتہار شامل کیا گیا ہے۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کی ترتیب اور بنیادی ڈھانچہ

یہ لُغت الف بائی ترتیب میں لکھی گئی ہے۔ لٰہذا سب سے پہلا اندراج حروف تہجی کے پہلے حرف تہجی الف ''ا'' کا ہے اور آخری "یلاق" کا۔ لغت میں اندراجات کی ترتیب کے لیے ذیل میں دی گئی تختی سامنے رکھی گئی ہے:

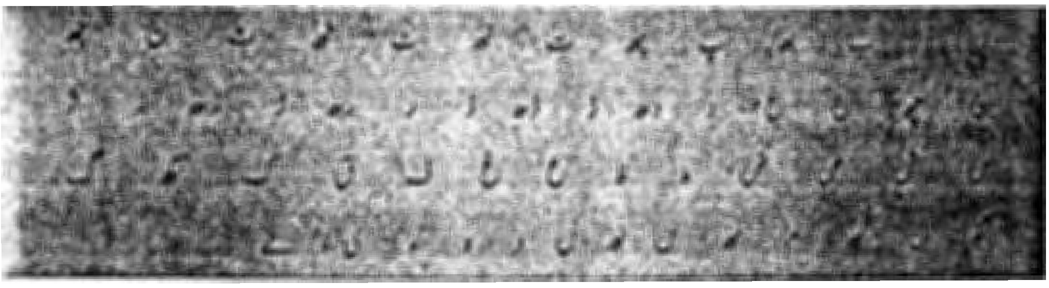

اس لغت کا ہر صفحہ "Guide word" یعنی رہنما لفظ سے شروع ہوتا ہے۔ ہر صفحے پر دو رہنما الفاظ دیے گئے ہیں۔ پہلا لفظ اس صفحے کے پہلے اندراج کو ظاہر کرتا ہے جب کہ دوسرا لفظ آخری اندراج کو۔ اس لغت کے دائیں صفحے پر رہنما الفاظ اوپر والے دائیں کونے پر لکھے گئے ہیں جب کہ بائیں صفحے پر صفحے کے اوپر والے بائیں کونے پر۔

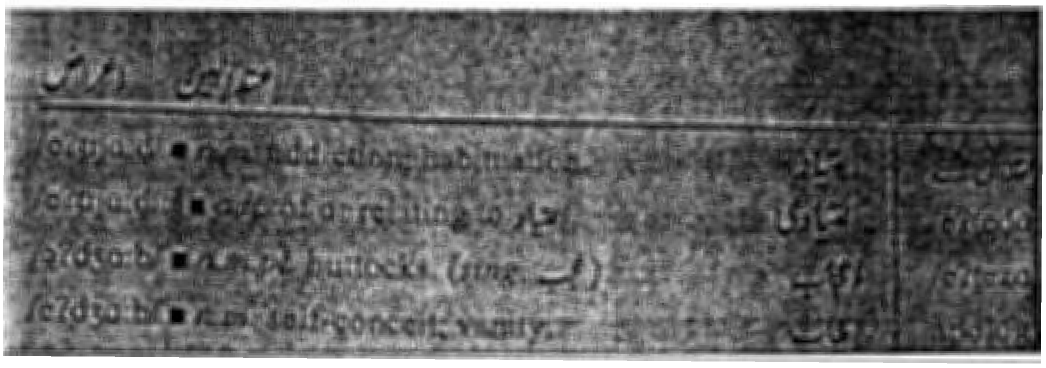

لُغت کے ہر صفحے کو دو حصوں یا کالموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر کالم میں انتہائی دائیں طرف اردو کا بنیادی اندراج لکھا گیا ہے۔ اس کی مخالف سمت میں سب سے پہلے اس کی صوتی وضاحت دی گئی ہے۔ جس کے بعد اس کی قواعدی حیثیت اور ملتے جلتے اندراجات کی طرف دوطرفہ حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ ان تمام چیزوں کے بعد اس اندراج کے انگریزی میں مترادفات دیئے گئے ہیں۔ جس کے بعد ذیلی اندراجات بھی انگریزی متن میں شامل کیے گئے ہیں۔ ہر اندراج کی وضاحت کے لیے اس کی قواعدی حیثیت، خاندانی نسبت اور موضوعی تعلق بھی دیئے گئے ہیں۔

اوپرا /u:pra:/ ■ *adj.* 1 superficial, ostentatious. 2 extra, additional. 3 unsuitable, improper, unseemly.

اوپری /u:pri:/ ■ *adj.* 1 upper. 2 outer, external, exterior. 3 apparent, superficial. 4 hasty, cursory. 5 not sound or strong. 6 surplus. 7 stranger, unknown. اوپری دل سے speciously, insincerely.

اوت /u:t/ ■ *adj.* 1 one who dies young or unmarried. 2 childless. 3 unfortunate, ill-fated. [S]

اوت ■ *n. m.* stupid fellow, blockhead, oaf, fool. [S]

اوت /o:t/ ■ *n. f.* advantage, gain, surplus, profit.

ہر صفحے کے نیچے حاشیے میں بین الاقوامی صوتیاتی انجمن (International Phonetic Alphabet—IPA) سے اردو کے صوتیاتی حروف تہجی درج کیے گئے ہیں۔ ہر صفحے کے نیچے بارہ اصوات درج ہیں۔ اس لیے اردو کا صوتیاتی حروف تہجی آٹھ صفحوں میں مکمل ہوتا ہے۔ ان کی ترتیب کچھ یوں ہے کہ سب سے پہلے اردو مصمتے لکھے گئے ہیں۔ جن کے بعد ہائیہ مصمتے درج کیے گئے ہیں۔ ان کے بعد طویل مصوتے لکھے گئے ہیں جن کے بعد مختصر مصوتوں کا اندراج کیا گیا ہے۔ پھر طویل انفی مصوتے لکھے گئے ہیں۔ جبکہ آخر میں مختصر انفی مصوتے درج کیے گئے ہیں۔

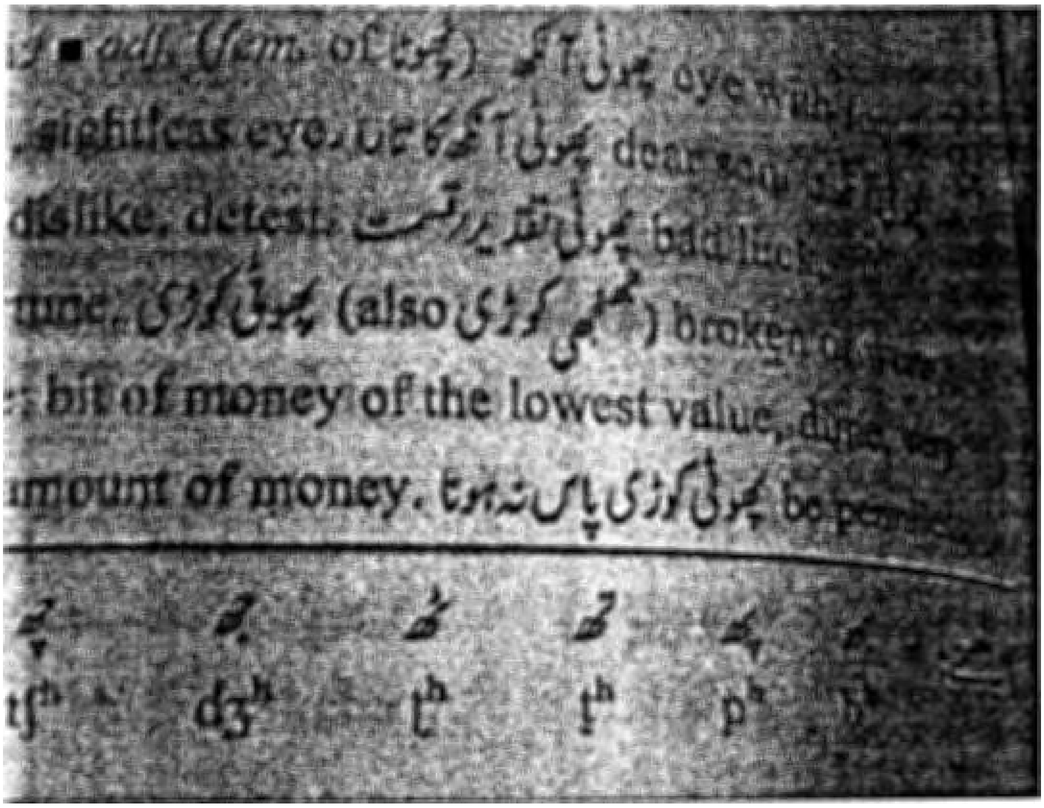

■ adj. (fem. of پھوٹا) پھوٹی آنکھ eye with

sightless eye. پھوٹی آنکھ کا تارا dear sou

dislike, detest. پھوٹی تقدیر، قسمت bad luc

tune. پھوٹی کوڑی (also جھنجھی کوڑی) broken

bit of money of the lowest value,

amount of money. پھوٹی کوڑی پاس نہ ہونا be pe

چھ جھ ٹھ تھ پھ بھ

$t\int^h$ $d\mathfrak{z}^h$ $ʈ^h$ t^h p^h b^h

لغت میں اعراب کا استعمال صرف ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ جن میں مغالطے کا خدشہ ہو ورنہ وہ تمام الفاظ جن کے بارے میں واضح ہو کہ ان کے ساتھ زبر، زیر یا پیش آتا ہے انہیں بغیر اعراب کے لکھا گیا ہے۔ جیسے احد، اثر، احوال وغیرہ۔ بین الاقوامی صوتیاتی انجمن کی اردو سے متعلق آوازیں دینے کے بعد لغت کے کچھ صفحوں کے نیچے حاشیے میں "دیگر اعراب" کے نام سے اعراب کی ایک مختصر سی فہرست دی گئی ہے جو کہ ذیل میں دیے گئے عکس میں واضح ہے:

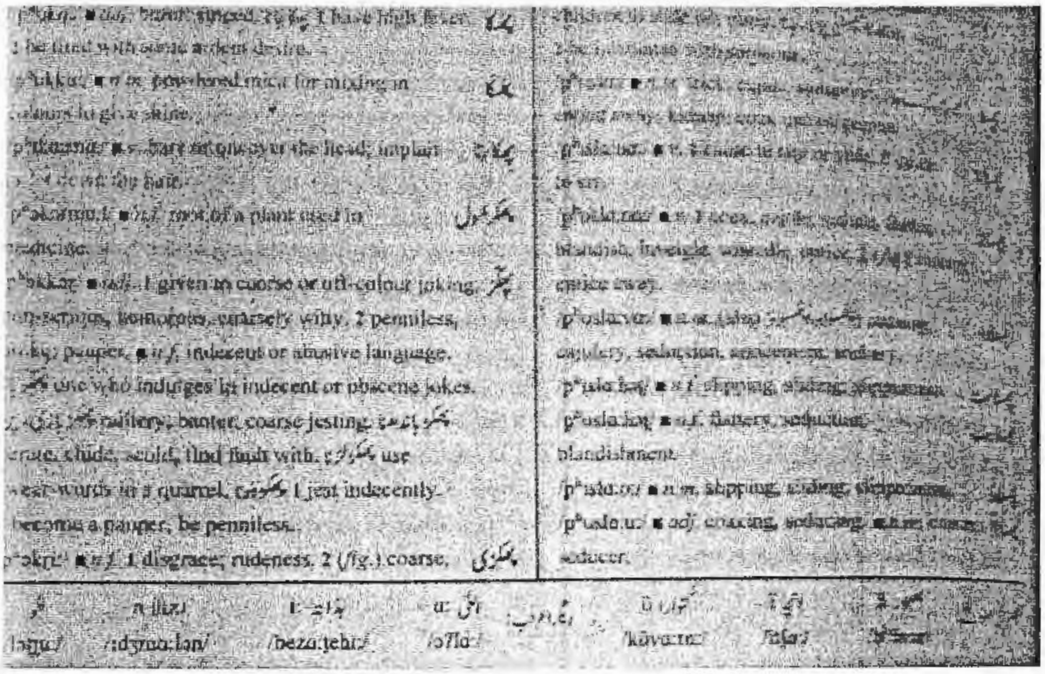

2 be fired with some ardent desire.
powdered mica for mixing in colours to give shine.
■ n.f. root of a plant used in medicine.
■ adj. 1 given to coarse or off-colour joking, humorous, coarsely witty. 2 penniless, pauper. ■ n.f. indecent or abusive language. one who indulges in indecent or obscene jokes. raillery, banter, coarse jesting. rate, chide, scold, find fault with. use swear-words in a quarrel. 1 jest indecently. become a pauper, be penniless.
■ n.f. 1 disgrace; rudeness. 2 (fig.) coarse,
entice away.
cajolery, seduction, enticement,
■ n.f. flattery, seduction, blandishment.
■ adj. coaxing, seducing, seducer.

اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو ہر صفحے پر انگریزی الفاظ کی تعداد اردو الفاظ کی نسبت کہیں زیادہ نظر آتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر اردو اندراج کے کئی انگریزی مترادفات اور معانی لکھے گئے ہیں۔ اس کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ انگریزی اردو سے ذخیرہ الفاظ کے اعتبار سے بڑی زبان ہے۔

لغت کے ابتدائی صفحات (Preliminary Pages) پر صفحہ نمبر مکمل حروف میں دیے گئے ہیں یعنی "آٹھ، نو، دس۔۔۔" وغیرہ۔ لغت کے باقی ماندہ صفحات پر صفحہ نمبر عربی ہندسوں کے ساتھ لکھا گیا ہے جبکہ متن کے اندر استعمال ہونے والے تمام ہندسے رومن انداز میں دیے گئے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس، https://en.wikipedia.org/wiki/Oxford_University_Press، تاریخ ملاحظہ: ۳۰ر جون ۲۰۱۷ء۔

۲۔ انگلش اوکسفرڈ لونگ ڈکشنریز (English Oxford Living Dictionaries)، https://en.oxforddictionaries.com/، تاریخ ملاحظہ: ۵ر اگست، ۲۰۱۷ء۔

۳۔ اوکسفرڈ انگلش۔اردو ڈکشنری (Oxford English-Urdu Dictionary)، https://oup.com.pk/dictionaries-references/oxford-english-urdu-dictionary.html، تاریخ ملاحظہ: ۷ر فروری ۲۰۱۷ء۔

۴۔ رؤف پاریکھ، https://en.wikipedia.org/wiki/Rauf_Parekh، تاریخ ملاحظہ: ۴ر دسمبر ۲۰۱۷ء۔

۵۔ عبدالعزیز ساحر، جمیل جالبی: شخصیت اور فن (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۰۸ء)

باب چہارم

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تجزیہ

اس باب میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس لغت کی ساخت صغیر کا مطالعہ کیا گیا ہے اور اس کے خواص اور نقائص پر بات کی گئی ہے۔ اس ضمن میں دو لسانی لغت نویسی سے متعلق نظریات کو مد نظر رکھا گیا ہے جن میں سے ایک ہارٹ مین کے اس بیان سے واضح ہے:

> "Dictionaries.... are produced and consumed in contexts which can vary considerably across space and over time.... if we are seriously interested in advancing our knowledge about dictionaries and in making progress across the whole field of lexicogrophy. We need to find out what the facts are? Who compiles what kind of dictionaries? Which are used by whom, and how do they achieve their purpose(s)?"

> ترجمہ: " لغات خاص سیاق و سباق میں لکھی اور استعمال کی جاتی ہیں جو وقت اور مقام کے ساتھ بہت حد تک بدل جاتی ہیں۔ اگر ہم واقعی لغات کے متعلق اپنے علم میں پیش رفت چاہتے ہیں اور لغت نویسی کے میدان میں ترقی چاہتے ہیں تو ہمیں تمام حقائق تلاش کرنے کی ضرورت ہے، کون کس طرح کی لغات لکھتا ہے؟ کون سی لغات کو کون استعمال میں لاتا ہے اور وہ اپنے مقاصد کیسے پورا کرتا ہے؟"(1)۔

ہارٹ مین کے اس اصول کے مطابق ایک لغت کو سمجھنے کے لیے ہمیں ان چار باتوں کا مطالعہ کرنا چاہیے: (i) لغت کا سیاق و تناظر (ii) لغت نویس (iii) لغت کی قسم (iv) لغت کے قارئین

ذیل میں ہارٹ مین کے اسی چار نکاتی اصول کی روشنی میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

(i)اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا سیاق و تناظر

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت پر بیسویں صدی کے اواخر سے لے کر اکیسویں صدی کی پہلی دہائی تک کام کیا گیا ہے۔ تالیف، ترتیب، ادارت، حروف چینی وغیرہ کے مراحل سے گزار کر 2013ء میں اسے شائع کر دیا گیا۔ یوں یہ لغت نہ صرف دو زبانوں کے مابین ایک پل کا کام کرتی ہے بلکہ یہ دو صدیوں کے بھی سنگم پر موجود ہے۔ اس لغت کو پاکستان میں شائع کیا گیا ہے۔ جہاں انگریزی آج بھی دفتری زبان اور تدریس کا ذریعہ ہے۔ یوں ایک طرف تو لغت اردو یا انگریزی سیکھنے والوں کے کام آئے گی مگر دوسری طرف یہ دفتری اور پیشہ وارانہ امور کو سرانجام دینے کے لیے بھی مددگار ثابت ہو گی۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اسے اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس نے شائع کیا ہے جو برطانیہ کا ادارہ ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں انگریزی کی آمد کے بارے میں کئی نظریات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ پندرھویں صدی میں آنے والے عیسائی پادریوں کے ساتھ آئی۔ سنہا کے مطابق 1498ء میں واسکوڈے گاما نے ہندوستان کا سمندری راستہ دریافت کیا تو مغرب کے ساتھ نئے لسانی اور ادبی روابط قائم ہو گئے جن میں سے ایک انگریزی کی آمد بھی ہے (۲)۔ محبوب کے مطابق ہند پاک برصغیر میں برطانویوں نے انگریزی کو سب سے پہلے سولہویں صدی میں متعارف کروایا (۳)۔ تاہم انگریزی کو ہندوستان میں سرکاری سرپرستی اس وقت حاصل ہوئی جب 1835ء میں لارڈ میکالے نے اپنا بدنام زمانہ "Minute on Indian Education" پیش کیا (۴)۔ ہندوستان کی تعلیمی حکمت عملی کی اس دستاویز میں لارڈ میکالے نے سب سے پہلے تو ہندوستان اور عرب کے تمام علمی ذخائر کو یورپ کے علمی خزانے کے مقابلے میں ہیچ قرار دیا۔ پھر اس نے یہاں انگریزی کی تعلیم کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں [انگریز حکمرانوں کو] چاہیے کہ ہم یہاں کچھ لوگوں کو انگریزی کی تعلیم دے کر ایک ایسا طبقہ پیدا کریں جو رنگ اور نسل کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو گا مگر اپنے ذوق اور ذہنیت کے اعتبار سے انگریز ہو گا (۵)۔ چناں چہ انگریزی کی یہاں آمد ایک خاصا سیاسی معاملہ تھا۔ شاید اسی لیے اسے

یہاں مزاحمت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ جس میں علمائے دیوبند، اکبر الہ آبادی، الطاف حسین حالی، اور علامہ محمد اقبال سمیت کئی لوگ شامل تھے۔

براج کچرو نے جنوبی ایشیاء میں انگریزی کی آمد کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا ہے۔ اس کی آمد کے پہلے مرحلے کا نام اس نے "پادریوں کا مرحلہ" رکھا ہے۔ اس مرحلے میں یہاں انگریزی زبان سترھویں صدی میں پادریوں کی آمد اور مذہبی تبلیغ سے آئی۔ پادریوں کے مشن میں شامل ہونے والے مقامی لوگوں کو انگریزی بول چال سیکھنا پڑتی تھی جس سے یہاں کی آبادی میں اس بدیسی زبان کا داخلہ ممکن ہوا۔ دوسرا مرحلہ وہ تھا جس میں جنوبی ایشیاء کے لوگ خاص طور پر ہندوؤں نے انگریزی تعلیم کا مطالبہ کیا۔ براج کچرو کے مطابق اس طرح کے مطالبوں کا آغاز انیسویں صدی میں راجا رام موہن روئے Raja Rammohun Roy کی سرپرستی میں ہوا۔ یہ ہندو انگریزی تعلیم کا مطالبہ ایک تو اس لیے کر رہے تھے کہ انہیں ہندوستان میں عربی اور فارسی کے غلبہ پسند نہیں تھا، دوسرا اس لیے بھی کہ ان میں سے کچھ لوگ واقعی یہ سمجھتے تھے کہ سائنس کی جدید تعلیم ممکن ہی انگریزی میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ لارڈ میکالے کی ہندوستانی تعلیم کی پالیسی کسی صورت کامیاب نہ ہوتی اگر ان ہندوؤں نے اس کے ہاتھ مضبوط نہ کر دیے ہوتے۔ تیسرے مرحلے میں انگریزی ہندوستان میں گورا راج کی پالیسی بن گئی۔ اس کا آغاز تو 1787ء میں اس وقت ہوا جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے تنجور اور مارواڑ میں مسٹر سوارٹس کی طرف سے فوجیوں کے بچوں کے لیے کھولے گئے دو سکولوں کو خصوصی گرانٹ دی۔ لیکن اس پالیسی کا تشکیل کا نکتہ عروج اوپر بیان کردہ وہ بدنام زمانہ تجویز تھی جو 1835ء میں لارڈ میکالے نے پیش کی (٦)۔

تاہم موجودہ سیاق و تناظر میں یہاں انگریزی کی آمد سے زیادہ اہم اس کا قیام ہے۔ 1947ء میں پاکستان کی آزادی کے بعد عام رائے یہی تھی کہ اب مقامی زبانوں کو قومی، سرکاری اور تعلیمی زبانیں بنایا جائے گا تاہم بظاہر دو وجوہات کی بنیاد پر ایسا نہ کیا جا سکا۔ اوّل یہ کہ کوئی مقامی زبان اتنی تیار اور ترقی یافتہ نہیں تھی کہ جس میں دفتری امور انجام دیے جا سکتے۔ دوم یہ کہ آزادی کے فوراً بعد مقامی لسانی گروہوں کے مابین تناؤ پیدا ہو گیا جس

کی وجہ سے مختلف زبانوں کا مقام ورتبہ طے کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔ ایسی صورتِ حال میں انگریزی کو مصلحت کے طور پر برقرار رکھا گیا(۷)۔

1973ء کے آئین پاکستان کے آرٹیکل 251 کے مطابق اردو کو پاکستان کی دفتری زبان بنانے کے لیے تیاریاں کی جانی تھیں اور پندرہ سال کے اندر اندر اسے دفتری زبان کے طور پر لاگو کر دیا جانا تھا(۸)۔ تاہم ایسا عملی طور پر آج تک نہیں ہو سکا۔ 2015ء میں پاکستان کی عدالت عظمیٰ نے اپنے ایک فیصلے میں ملک بھر میں اردو کے نفاذ کا حکم دیا جس کی تعمیل میں کئی اداروں نے اپنی ویب گاہوں وغیرہ کا اردو میں ترجمہ بھی کروالیا لیکن اب بھی نظام تعلیم میں انگریزی کی اہمیت اگر پہلے سے زیادہ نہیں ہوئی تو کم بھی نہیں ہے۔

اگر عالمی لسانی منظر نامے پر ایک نظر دوڑائی جائے تو انگریزی ایک نہ نظر انداز کی جا سکنے والی حقیقت ہے۔ یہ زبان اب نہ صرف تجارتی اور بین الاقوامی سیاست اور تعلقات کی زبان ہے بلکہ موجودہ دور کی ترقی کے سب سے بڑے فورم انٹرنیٹ کی بھی زبان ہے۔ آج دنیا کی 90 فیصد تحقیق انگریزی زبان میں شائع ہوتی ہے(۹)۔ انگریزی اب ان ممالک میں بھی تعلیم کے میڈیم کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔ جن کی اپنی زبانیں خاصی ترقی یافتہ ہیں۔ اس لیے یہ واضح ہے کہ موجودہ عہد میں انگریزی کے حوالے سے پالیسی کو بدلنا آسان نہیں ہے۔

پاکستان کی عدالت عظمیٰ کے متذکرہ بالا تاریخی فیصلے، جس کے مطابق اردو کو پاکستان کی دفتری زبان کے طور پر لاگو کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کے بعد تمام اداروں کو ہدایات دی گئیں کہ وہ اپنے مواد کو جلد از جلد اردو میں ترجمہ کریں۔ انہیں یہ تاکید کی گئی کہ آئندہ کی تمام خط و کتابت اردو میں کی جائے۔ تاہم اگر عدالت عظمیٰ کے ان احکامات پر عمل کیا جاتا ہے اور اردو کو دفتری زبان کے طور پر نافذ کر دیا جاتا ہے تو بھی اردو سے انگریزی لغات کی ضرورت اب پہلے سے کہیں زیادہ ہو گی۔ ایسے میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کی موجودگی ایک اہم سہولت ہے۔ اس لسانی سیاق و سباق میں ایسی تمام کاوشیں جو مقامی زبانوں کے انگریزی زبان

کے ساتھ مکالمے پر مرکوز ہوں قابل ستائش ہیں۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت اس طرح کی کاوشوں میں سے ایک ہے۔

(ii) اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے مؤلفین:

موجودہ دور میں بہتر لغت نویسی کے اصولوں میں ایک یہ بھی ہے کہ لغت نویس، علم لغت سے بھی آگاہ ہوں اور اس علم کے اطلاقی پہلوؤں یعنی ترجمہ اور تدریس وغیرہ سے بھی وابستہ ہوں۔ اس اصول کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایس ایم سلیم الدین اردو اور انگریزی ادب میں گریجویٹ تو ہیں مگر ترجمہ اور تدریس سے کوئی خاص وابستگی نہیں رکھتے تاہم وہ پچھلے بیس سالوں سے اسی لغت کی تیاری کے عملی کام میں مصروف تھے۔ ایس ایم سلیم الدین کے علاوہ باقی تمام لوگ جو اس لغت کی تالیف، ادارت اور مشاورت سے جڑے ہوئے تھے ترجمہ ،تدریس اور تخلیق کا بھی تجربہ رکھتے ہیں۔ جیسے سلیم انجم انگریزی لسانیات میں ایم اے ہونے کے ساتھ ساتھ کئی کتابوں اور مکالوں پر کام کر چکے ہیں اور اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے شعبہ ترجمہ کے سربراہ بھی رہے ہیں۔ مدیران میں رؤف پاریکھ مصنف، مؤلف، مزاح نگار اور کالم نگار ہونے کے ساتھ ساتھ کراچی یونیورسٹی میں اردو زبان وادب کی تدریس سے بھی وابستہ ہیں۔ طارق محمود چار لغات تالیف کرنے کے علاوہ تقریباً تین سو سے زائد تحریروں کا اردو میں ترجمہ کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی ایلیٹ کے مضامین سمیت کئی تحریروں کے مترجم بھی ہیں اور ماہر تعلیم بھی۔ ڈاکٹر سرمد حُسین صوتیات کے عملی کام سے وابستہ ہیں لٰہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کی تالیف و ترتیب میں شامل تمام لوگ اس کام میں ماہر تھے۔ اور عملی لغت نویسی کے ایک بنیادی اصول پر پورے اُترتے تھے۔ ان کے ذاتی تجربات، قارئین کی ضرورت کو سمجھنے میں یقیناً معاون رہے ہونگے۔

دولسانی لغات کی ادارتی ٹیم میں دونوں متعلقہ زبانوں کے ماہرین کی شمولیت ضروری سمجھی جاتی ہے۔ ڈاکٹر حنیف کیفی اپنے مضمون "اردو کی دولسانی لغات: ایک جائزہ" میں لغت نویس کی مطلوبہ صلاحیتوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ایک کامیاب لغت نویس کے لیے زبان کا یہ وسیع علم نہ صرف ضروری بلکہ لازی ہے۔اس کا کام محض compiler کا نہیں ہے بلکہ وہ بیک وقت ایک ماہر لسانیات، ایک ناقد اور ایک محقق کے فرائض انجام دیتا ہے۔ اس کا کام صرف لفظوں کے مترادفات (Equivalents) فراہم کر دینا نہیں بلکہ ان مترادفات کے باریک اختلافات ظاہر کرنا، ان اختلافات کی روشنی میں الفاظ کا محل استعمال بتانا، الفاظ کے لغوی (Literal) اور مجازی (Figurative) معنی کی تشریح کرنا، لفظوں کی اصل کا پتا لگانا، ان کے صحیح تلفظ کا تعین اور معیاری و عوامی تلفظ کی نشاندہی کرنا، الفاظ کے مختلف مرکبات و مشتقات (Compounds and derivatives) اور ان کے معانی کا بیان کرنا، الفاظ کی قواعدی صورتوں (Grammatical Forms) اور ان کے پیش نظر ان الفاظ کے معنوی تغیرات (Semantic Variations) کو ظاہر کرنا، متروک (Obsolete) اور مروج (Current) الفاظ کی وضاحت کرنا جیسی ضروریات بھی اس کے فرائض میں داخل ہیں۔ ایک دولسانی لغت (Bilingual Dictonary) کے مرتب کی ذمہ داریوں کا دائرہ اور زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے براہ راست کم سے کم دو زبانوں کا علم ضروری ہے۔ اس کی اولین اور بنیادی ضرورت ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک زبان کے الفاظ کا ترجمہ و تشریح دوسری زبان کے الفاظ میں کرے۔ اس کے لیے یہ لازم آتا ہے کہ نہ صرف بیک وقت دو زبانوں کے مزاج اور ان میں استعمال ہونے والے الفاظ کی روح تک اس کی نظر کی رسائی ہو بلکہ ان کے تاریخی ارتقا سے بھی اسے واقفیت حاصل ہو۔ ایک زبان کے الفاظ کو دوسری زبان کے الفاظ میں منتقل کرنے کے عمل کو کامیاب اور بامعنی بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ نقل مقانی کے تمام مسائل و مراحل سے واقفیت کے ساتھ تغیر زمانی کے تمام مدارج و منازل سے آگاہی بھی حاصل ہو۔ ورنہ ایک زبان کا مزاج جس کی تشکیل صدیوں کی روایات نے کی ہے، دوسری زبان میں منتقل نہ ہو سکے گا۔" (۱۰)۔

الغرض لغت نویس کا ایک زبان کے تمام پہلوؤں پر مہارت رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کی اس لغت نویس ٹیم میں اگرچہ انگریزی میں خاطر خواہ تعلیم تو سبھی رکھتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی انگریزی کا اہل زبان نہیں ہے جس سے معانی کے اندراج کی سند پر سوال اٹھایا جاسکتا ہے۔

(iii) اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کی قسم:

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ایک دولسانی عمومی لغت ہے۔اس لغت میں اردو زبان کے تمام قواعدی گروہوں کے ساتھ تعلق رکھنے والے الفاظ کو شامل کیا گیا ہے۔اس طرح اس لغت میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق الفاظ شامل ہیں چنانچہ یہ لغت کسی ایک شعبے پر مرکوز نہیں ہے۔اس میں علم وادب کے الفاظ سے لے کر علم فلسفہ اور علم فلکیات تک تمام علوم اور پیشہ ہائے زندگی کے الفاظ شامل ہیں۔اس لغت کو وضاحتی لغت بھی کہا جاسکتا ہے۔کیونکہ ایک ایک لفظ کے کئی کئی معانی دیئے گئے ہیں۔جہاں مناسب تھا ان الفاظ کو روزمرہ، محاورہ اور ضرب الامثال میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ایک عمومی لغت ہے۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ایک کمرشل لغت بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اسے شائع کرنے والے ادارے کا ایک بنیادی مقصد اس لغت سے پیسہ کمانا ہے۔اس مقصد کے اپنے فوائد و نقصانات ہوتے ہیں۔زیادہ سے زیادہ قارئین کو متاثر کرنے کی غرض سے یعنی زیادہ سے زیادہ کاپیاں بیچنے کے لیے پبلشر اپنی اشاعت کو بہتر سے بہتر بنانے کی تگ ودو میں رہتا ہے جس سے کام کے معیار میں بہتری آتی ہے۔کمرشل کاموں کی زیادہ لوگوں تک پہنچنے کی کوشش ان کاموں کو کئی طرح کے گروہی نظریات سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔اس لحاظ سے یہ لغت کئی خصوصیات کی حامل ہے۔

(iv) اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے قارئین:

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ایک عمومی لغت ہے جس سے کسی بھی شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ استفادہ کر سکتے ہیں۔ یہ لغت اردو اور انگریزی زبان کو سیکھنے والے طلباء، اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو ترجمہ کرنے والے ترجمہ نگاروں اور اساتذہ کے لیے بہت مفید ہے۔ عام قارئین کو لغت کے استعمال کا طریقہ سکھانے کے لیے اس لغت کے آغاز میں ہی ''لغت سے استفادے کے لیے ہدایات وتوضیحات'' دے دی گئی ہیں چناں چہ اس لغت کو عام قارئین استعمال کر سکتے ہیں۔

اوپر دی گئی تفصیل میں میں نے ہارٹ مین کے ان چار اصولوں کی روشنی میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت پر بحث کی جو اصول لغت کے عملی، لسانی، سیاسی اور سماجی سیاق وسباق سے وابستہ ہیں۔ تاہم لغت نویسی کے عملی کام کے لیے بھی ماہرین علم لغت نے کچھ اصول وضع کیے ہیں۔ ان ماہرین کی آراء کی روشنی میں ''لغت نویسی، اصول ومسائل'' میں ڈاکٹر نجیبہ عارف اور بی بی امینہ نے ان رہنما اصولوں کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ ان کی تحقیق کے مطابق لغت نویسی میں مختلف مسائل کے حل کے لیے درج ذیل کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(i) اندراجات لغت اور ان کے اصول

(ii) ترتیب اندراجات کے اصول

(iii) املاء کا تعین

(iv) تلفظ

(v) قواعدی حیثیت

(vi) تذکیر وتانیث کا تعین

(vii)معانی کی وضاحت

(viii)اسناد

(ix)لسانی ماخذ اور اشتقاق

(i) اندراجاتِ لغت اور ان کے اصول:

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ایک عمومی لغت ہے جس سے اردو بولنے والے یا اس زبان کو سیکھنے کی جستجو رکھنے والے تمام پیشہ ہائے زندگی سے متعلق لوگ استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس طرح ایسے لوگ جن کے لیے انگریزی دوسری زبان ہے بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس لغت کے مقصد کی وسعت کی وجہ سے اس میں ہر طرح کے الفاظ شامل ہیں تاہم اردو چونکہ ایک ایسی زبان ہے کہ جس میں کئی زبانوں اور بولیوں کے الفاظ شامل ہو گئے ہیں اس لیے اس کے مولفین کے لیے یقیناً اندراجات کا تعین ایک مشکل کام رہا ہو گا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر گیان چند کا اصول یہ ہے کہ ''ایسے الفاظ جو بولیوں میں شامل ہیں اگر وہ کسی مستند تحریر میں موجود ہیں تو انہیں شامل کیا جائے''(۱۱)۔ اس لیے اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں نہ صرف اردو کی مختلف بولیوں سے الفاظ شامل کیے گئے ہیں بلکہ ان کے املاء اور تلفظ کے باہمی فرق کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ جیسے ایک اندراج ''جھاڑ جھلّا'' ہے جس کا دوسرا استعمال ''جھبر جھالا'' بھی دیا گیا ہے۔ تاکہ جغرافیائی طور پر دوسرے علاقوں میں بسنے والے قارئین اس اندراج کو آسانی سے پہچان سکیں۔ اندراجاتِ لغت کے حوالے سے ڈاکٹر گیان چند کا دوسرا اصول یہ ہے کہ ''بیرونی زبانوں کے جو الفاظ اردو زبان میں رچ بس گئے ہیں انہیں لغت میں جگہ دینی چاہیے بصورت دیگر لغت کے آخر میں ضمیمے میں درج کرنے چاہیں''(۱۲)۔ یہ امر عیاں ہے کہ اردو میں سنسکرت، عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کے کئی الفاظ شامل ہیں۔ اور آج بھی کئی نئی انگریزی اصطلاحات کا ترجمہ کرتے وقت مترجمین عربی اور فارسی سے ہی مدد لیتے ہیں۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں کئی الفاظ جو آج بھی اپنی عربی یا فارسی صورت میں موجود ہیں کے آگے لسانی ماخذ کو بھی درج نہیں کیا گیا ہے۔ جیسے ایک اندراج ''شُد'' ہے۔ جسے فارسی سے متعلق

شاید اس لیے نہیں کہا گیا کیونکہ لغت نویسوں کے نزدیک یہ اب اردو زبان میں رچ بس چکا ہے۔ تاہم کچھ الفاظ جیسے ''بین'' کے آگے اس کا لسانی مآخذ[A] دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے یہ لفظ[Arabic] یعنی عربی سے اردو میں آیا ہے اسی طرح ''بینک'' کے آگے [E] دیا گیا ہے جس سے مراد انگلش ہے۔ للٰذا یہ بات طے ہے کہ دوسری زبانوں سے اردو میں شامل ہو جانے والے الفاظ کو اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں جگہ دی گئی ہے۔

ڈاکٹر گیان چند کے مطابق لغت نویسی کا ایک اصول یہ ہے کہ ''متروکات کو حذف کرنا چاہیے اور سلینگ یعنی بولیوں کے نئے الفاظ کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے''(۱۳)۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت اس معیار پر بھی پوری اترتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ایک طرف تو اس لغت کو بہت سارے متروکات سے پاک رکھا گیا ہے جبکہ دوسری طرف کئی نئے الفاظ یا سلینگ کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ جیسے، ''للّا'' تاہم یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ اس لغت کے مُدیرِ اعلیٰ ڈاکٹر رؤف پاریکھ کی اپنی ''اولین اردو سلینگ ڈکشنری'' میں شامل کئی اندراجات اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں شامل نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر "ٹیپ ٹاپ" (۱۴)۔

کئی انگریزی لغات کا ایک جدید اصول یہ ہے کہ وہ کسی بھی نئے لفظ کو لغت میں اس وقت شامل کرتے ہیں جب وہ لفظ ایک خاص تعداد سے زیادہ مرتبہ استعمال ہو چکا ہو۔ اس کے لیے عموماً اخبارات و جرائد کے کورپس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری میں شامل ہونے کے لیے ایک نئے لفظ کو کم از کم تیس ہزار مرتبہ استعمال ہو چکا ہونا چاہیے۔ تاہم زیر مطالعہ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں کئی ایسے نئے الفاظ شامل ہیں جن کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے۔ مثال کے طور پر صفحہ نمبر 1134 پر دیا گیا ایک اندراج "ہٹلرانہ" ہے جو کہ ہٹلر سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی despotic یا tyrannical یعنی آمرانہ یا ظالمانہ دیا گیا ہے۔ تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو ظاہر ہے اس لفظ کی عمر کسی صورت بھی ستر برس سے

زیادہ نہیں ہو سکتی۔ استعمال کے اعتبار سے دیکھیں تو اس کا کوئی بہ کثرت استعمال نہیں ہوا ہے۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس طرح کے الفاظ کا اندراج مؤلفین کی منشا کے تابع رہا ہے۔

اسی طرح اس لغت میں کئی تاریخی حیثیت کی حامل شخصیات اور جگہوں کے نام بھی درج ہیں۔ لیکن جو بات قابل بحث ہے وہ یہ ہے کہ ایسی لاکھوں شخصیات اور ہزاروں جگہوں میں سے لغت نویسوں نے کیسے طے کیا کہ ان میں سے کس نام کو شامل ہونا چاہیے اور کس کو نہیں۔ اس لغت میں ارسطو اور ہٹلر کے نام تو شامل ہیں مگر جابر بن حیان اور انارکلی کے نام درج نہیں کیے گئے۔ شہروں میں یثرب، کابل، مکہ، مدینہ، شیراز، کربلا، دلی اور ممالک میں ہندوستان، برطانیہ، ایران، چین وغیرہ کے نام اور ان کی وضاحتیں دی گئی ہیں۔ "مکہ" کے اندراج کے آگے یہ معنی دیا گیا ہے: Makkah, the famous and sacred city of Saudi Arabia, also spelt as Mecca. لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ کچھ شہروں کے ناموں کو شامل کرنے اور کچھ کو نہ کرنے کی مؤلفین کے ہاں کیا وضاحت ہے۔ کیوں کہ اگر دلی اپنے نام کی دلی سے نئی دہلی میں تبدیلی کی وجہ سے درج کیا گیا ہے تو پھر لائل پور اور فیصل آباد کو کیوں نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اگر شیراز شہر کی تاریخی حیثیت ہے تو لاہور کی بھی ہے جب کہ لغت میں لاہور کو شامل نہیں کیا گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ پاکستان کے کسی بھی شہر کا نام شامل نہیں کیا گیا حالاں کہ اردو زبان میں سب سے زیادہ ذکر انہی شہروں کا آتا ہے۔

لغت نگاری: اُصول و قواعد میں ڈاکٹر نذیر آزاد لکھتے ہیں: "فحش الفاظ بھی اردو لغت نگاری کے لیے زبردست دردِ سر کا باعث بنے رہے" (۱۵) اس بیان کے بعد انہوں نے چند ایسے لغت نویسوں کا ذکر کیا جنہوں نے یہ الفاظ جمع کر کے لغت میں شامل کیے اور تنقید کا نشانہ بنے اور پھر ان لوگوں کا بھی ذکر کیا جنہوں نے ان الفاظ کو شامل کرنے سے اجتناب کیا۔ ڈاکٹر نذیر آزاد بجا کہتے ہیں کہ: "اگر لغت عام لوگوں، بدیسیوں اور محققین کے لیے ہے تو کسی بھی قسم کے الفاظ کو شامل کرنے سے نہیں روکا جاسکتا" (۱۶)۔ اب چوں کہ یہ

زیادہ نہیں ہو سکتی۔ استعمال کے اعتبار سے دیکھیں تو اس کا کوئی بہ کثرت استعمال نہیں ہوا ہے۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس طرح کے الفاظ کا اندراج مؤلفین کی منشا کے تابع رہا ہے۔

اسی طرح اس لغت میں کئی تاریخی حیثیت کی حامل شخصیات اور جگہوں کے نام بھی درج ہیں۔ لیکن جو بات قابل بحث ہے وہ یہ ہے کہ ایسی لاکھوں شخصیات اور ہزاروں جگہوں میں سے لغت نویسوں نے کیسے طے کیا کہ ان میں سے کس نام کو شامل ہونا چاہیے اور کس کو نہیں۔ اس لغت میں ارسطو اور ہٹلر کے نام تو شامل ہیں مگر جابر بن حیان اور انارکلی کے نام درج نہیں کیے گئے۔ شہروں میں یثرب، کابل، مکہ، مدینہ، شیراز، کربلا، دلی اور ممالک میں ہندوستان، برطانیہ، ایران، چین وغیرہ کے نام اور ان کی وضاحتیں دی گئی ہیں۔ "مکہ" کے اندراج کے آگے یہ معنی دیا گیا ہے: Makkah, the famous and sacred city of Saudi Arabia, also spelt as Mecca. لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ کچھ شہروں کے ناموں کو شامل کرنے اور کچھ کو نہ کرنے کی مؤلفین کے ہاں کیا وضاحت ہے۔ کیوں کہ اگر دلی اپنے نام کی دلی سے نئی دہلی میں تبدیلی کی وجہ سے درج کیا گیا ہے تو پھر لائل پور اور فیصل آباد کو کیوں نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اگر شیراز شہر کی تاریخی حیثیت ہے تو لاہور کی بھی ہے جب کہ لغت میں لاہور کو شامل نہیں کیا گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ پاکستان کے کسی بھی شہر کا نام شامل نہیں کیا گیا حالاں کہ اردو زبان میں سب سے زیادہ ذکر انہی شہروں کا آتا ہے۔

لغت نگاری: اُصول و قواعد میں ڈاکٹر نذیر آزاد لکھتے ہیں: "فحش الفاظ بھی اردو لغت نگاری کے لیے زبردست دردِ سر کا باعث بنے رہے" (۱۵) اس بیان کے بعد انہوں نے چند ایسے لغت نویسوں کا ذکر کیا جنہوں نے یہ الفاظ جمع کر کے لغت میں شامل کیے اور تنقید کا نشانہ بنے اور پھر ان لوگوں کا بھی ذکر کیا جنہوں نے ان الفاظ کو شامل کرنے سے اجتناب کیا۔ ڈاکٹر نذیر آزاد بجا کہتے ہیں کہ: "اگر لغت عام لوگوں، بدیسیوں اور محققین کے لیے ہے تو کسی بھی قسم کے الفاظ کو شامل کرنے سے نہیں روکا جاسکتا" (۱۶)۔ اب چوں کہ یہ

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ایک عمومی دو لسانی لغت ہے اور اس کے قارئین میں بدیسی بھی شامل ہیں اس لیے یہ فحش سمجھے جانے والے الفاظ کو لغت بدر نہیں کرتی۔

(ii) ترتیب اندراجات

اگر لغت حروف تہجی کی ترتیب سے لکھی جائے تو سب سے پہلا مسئلہ جو لغت نویس کو پیش آتا ہے وہ حروف تہجی کی تعداد کا ہوتا ہے۔

شمس الرحمان فاروقی نے مدلل بحث کے بعد مندرجہ ذیل حروف کو اسی ترتیب کے ساتھ حروف تہجی قرار دیا ہے اور لغت نویسوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ انہیں بنیاد مان کر الفاظ کو درج لغت کریں۔

ا-ب-پ-ت-ٹ-ث-ج-چ-ح-خ-د-ڈ-ذ-ر-ڑ-ز-ژ-س-ش-ص-ض-ط-ظ-ع-غ-ف-ق-ک-گ-ل-م-ن-و-ہ-ی(۱۷)۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ یہاں وہ حروف، حروف تہجی میں شامل نہیں کیے گئے جن سے کوئی لفظ شروع نہیں ہوتا۔ مثلاً ڑ، ء (ہمزہ) اور "ے" وغیرہ۔ اس طرح ہائیہ آوازوں اور الف ممدودہ کو بھی جگہ نہیں دی گئی۔

اس طرح مولوی عبدالحق نے مندرجہ ذیل حروف کو اسی ترتیب کے ساتھ حروف تہجی قرار دیا ہے۔

ا-ب-بھ-پ-پھ-ت-تھ-ٹ-ٹھ-ج-جھ-چ—چھ-ح-خ-د-دھ-ڈ-ڈھ-ذ-ر-ڑ-ڑھ-ز-ژ-س-ش-ص-ض-ط-ظ-ع-غ-ف-ق-ک-کھ-گ-گھ-ل-م-ن-و-ہ-ی-ے(۱۸)۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ان حروف میں 'ء' (ہمزہ) اور 'ے' کو مستقل حروف ماننے کے ساتھ ساتھ ہائیہ آوازوں کے لیے بھ، پھ، تھ، وغیرہ کو (باستثنائے لھ، نھ) مستقل حروف قرار دیا گیا اور ان کی کل تعداد چھیالیس (۴۶) بنتی ہے۔

کچھ اداروں نے اپنی انفرادی اور کہیں کہیں اجتماعی کوششوں سے اصول وضوابط مرتب کر کے حروف تہجی کی تعداد متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ ادارہ فروغِ قومی زبان (مقتدرہ قومی زبان) اور نیشنل بک فاؤنڈیشن

کے قاعدے کے مطابق ان کی تعداد چوّن (۵۴) بتائی گئی ہے جبکہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے قاعدے میں ان کی تعداد ترپّن (۵۳) ہے۔

ترتیب اندراجات کے سلسلے میں ڈاکٹر گیان چند نے کچھ اصول وضع کیے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

i. پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ بنیادی اور مستخرج الفاظ کا تعین کیسے کیا جائے اور کسے آزاد اور کسے تہہ نشین لفظ کے تحت رکھا جائے؟ اس کا حل یہ ہے کہ مستخرج اور مشتق الفاظ کو ایک ہی لغت کی ذیل میں لکھا جائے۔

ii. محاوروں کو مرکزی لفظ کے تحت درج کیا جائے۔

iii. کثیر المعنوی لفظ ایک لغت کے طور پر نہ دے کر اسے ہر آزاد معنی کے لحاظ سے تحریر کرنا چاہیے۔

اصطلاحات کو مخصوص علوم کی اصطلاحاتی لغت میں ہی درج کرنا چاہیے۔ عام لغت میں کون سی اصطلاحات شامل ہونی چاہئیں؟ اس کا فیصلہ لغت کی نوعیت کو دیکھنے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے (۱۹)۔

تمام جدید لغات کی طرح اس لغت کو بھی حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں لغت میں مقتدرہ قومی زبان کے شائع کردہ اردو حروف تہجی جن کی تعداد 54 ہے کو استعمال کیا گیا ہے۔ لہٰذا اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں اندراجات کی تفصیل نیچے دیے گئے حروف تہجی کی تختی کے عکس سے واضح ہے۔

جیسا کہ اس عکس سے ظاہر ہے اس لغت میں استعمال ہونے والے حروف تہجی میں ہایہ آوازوں کو الگ حروف تسلیم کیا گیا ہے۔ ان میں خاص طور پر قابل ذکر وہ ہایہ آوازیں ہیں جو دراصل الگ ہائیہ آوازیں نہیں مانی جا

سکتی ہیں جیسا کہ رھ، لھ، مھ، نھ۔ ان آوازوں کو دنیا کے بہترین حروف تہجی سمجھے جانے والے ہندی کے قاعدوں میں بھی علاحدہ آوازوں کے طور پر شامل نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حروف کسی لفظ کے شروع یا آخر میں حرف کے طور پر استعمال نہ ہو سکیں وہ علاحدہ حروف تسلیم نہیں کیے جا سکتے۔ ترتیب اندراجات کے سلسلے میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ اس میں اعراب کی ترتیب واضح کر دی گئی ہے۔ لہٰذہ ایک ہی املاء مگر مختلف اعراب والے الفاظ کی ترتیب اعراب کو پیش نظر رکھ کر کی گئی ہے۔ اعراب کی ترتیب یہ ہے:

فتح [زبر]، کسرہ [زیر]، ضمہ [پیش]، جزم، تشدید

اسی ترتیب کے پیش نظر صفحہ نمبر 175 پر "بردہ" پہلے لکھا گیا ہے اور "بُروہ" بعد میں۔ تاہم اس لغت میں اگر اندراج کا پہلا حرف مفتوح ہو یعنی اس پر زبر لگنے والی ہو تو وہ نہیں لگائی گئی کیوں کہ مئولفین کے مطابق اسے لگانا غیر ضروری ہے۔ اسی طرح معروف، مجہول اور لین کا بھی تنازع رہتا ہے۔ تاہم زیر مطالعہ لغت میں یہ مسئلہ بھی بطریق احسن نمٹا دیا گیا ہے کیوں کہ اس میں سب سے پہلے یائے لین اس کے بعد یائے معروف اور آخر میں یائے مجہول دیے گئے ہیں۔ اسی اصول کی وجہ سے صفحہ نمبر 1065 پر سب سے پہلے ''مَیل'' کو لکھا گیا ہے اس کے بعد ''مِیل'' کو اور آخر میں ''میل'' کو لکھا گیا ہے۔

ترتیب اندراجات کے حوالے سے گیان چند کا ایک اصول یہ ہے کہ محاوروں کو مرکزی الفاظ کے تحت درج کیا جائے۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت اس اصول کو مانتے ہوئے تمام محاوروں کو مرکزی لفظ کے ذیل میں ہی لیتی ہے۔ جیسا کہ صفحہ نمبر 940 پر لفظ- ''لال'' کے نیچے ''لال بھبوکا ہونا'' ، لال پیلا ہونا'' ، ''لال جھنڈی دکھانی'' وغیرہ دیے گئے ہیں۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں مرکزی اندراجات کی ترتیب تو اوپر بیان کی گئی تختی کے مطابق ہے۔ ان اندراجات کو لکھا بھی دائیں سے بائیں گیا ہے۔ لیکن ایک مرکزی اندراج کا تلفظ، قواعدی زمرہ

اور معنی وغیرہ لکھ لینے کے بعد جتنے بھی ذیلی اندراجات آتے ہیں ان کو بائیں سے دائیں لکھے گئے انگریزی متن ہی میں شامل کر لیا گیا ہے۔ مزید وضاحت کے لیے نیچے دیا گیا عکس دیکھیے:

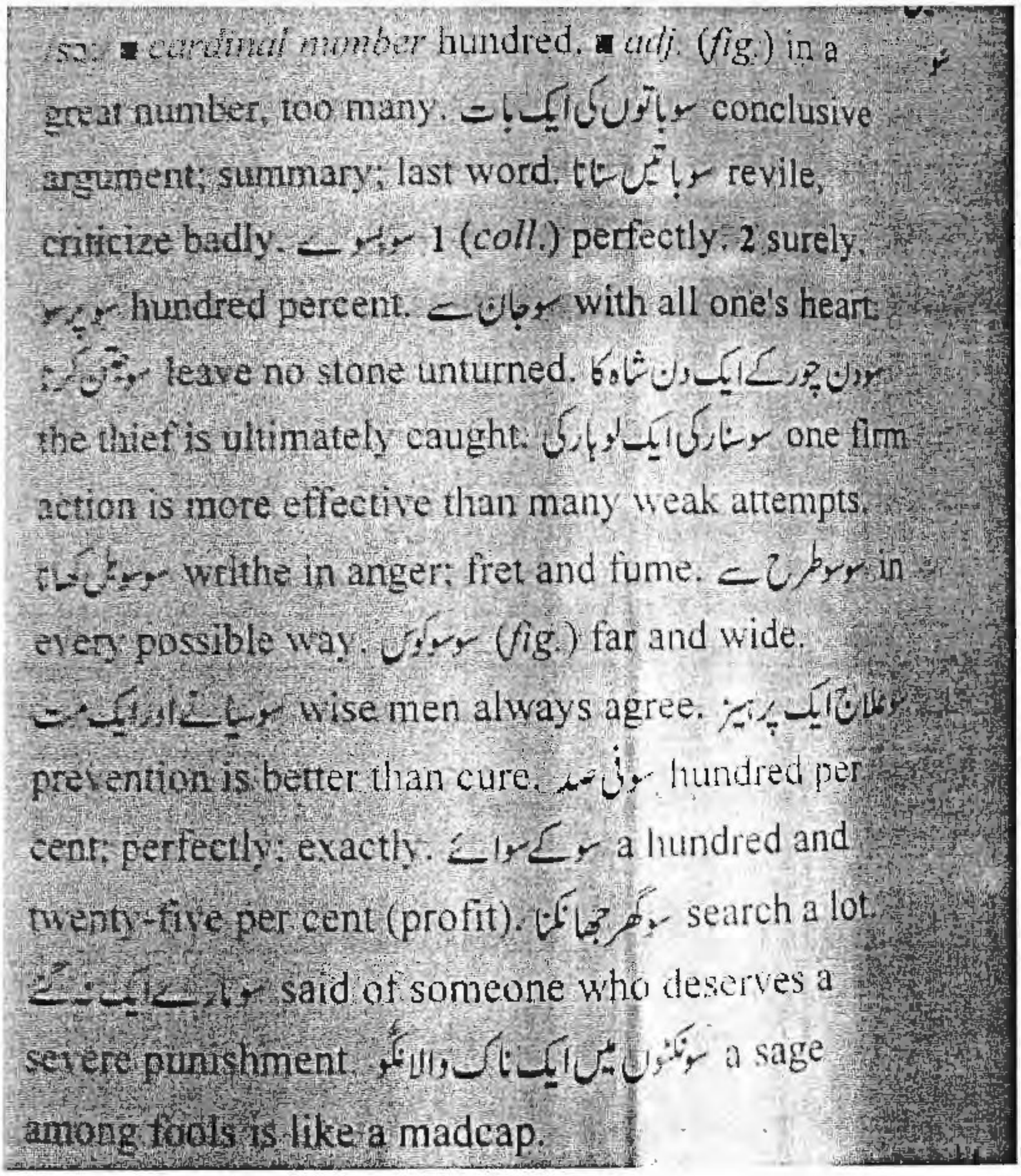

/sau/ ■ *cardinal number* hundred. ■ *adj.* (*fig.*) in a great number, too many. سو باتوں کی ایک بات conclusive argument; summary; last word. سو باتیں سنانا revile, criticize badly. سو بسوے 1 (*coll.*) perfectly. 2 surely. سو پر سو hundred percent. سو جان سے with all one's heart. سو جتن کرنا leave no stone unturned. سو دن چور کے ایک دن شاہ کا the thief is ultimately caught. سو سنار کی ایک لوہار کی one firm action is more effective than many weak attempts. سو سو بل کھانا writhe in anger; fret and fume. سو سو طرح سے in every possible way. سو سو کوس (*fig.*) far and wide. سو سیانے ایک مت wise men always agree. سو علاج ایک پرہیز prevention is better than cure. سو فی صد hundred per cent; perfectly; exactly. سو کے سوائے a hundred and twenty-five per cent (profit). سو گھر جھانکنا search a lot. سو مارے ایک نہ گنے said of someone who deserves a severe punishment. سو نکٹوں میں ایک ناک والا نکو a sage among fools is like a madcap.

سو سے متعلق تمام ذیلی اندراجات کے لیے بھی حروفِ تہجی کی ترتیب کو مدِ نظر رکھا گیا ہے تاہم ان اردو استعمالات کو انگریزی کی سی بائیں سے دائیں ترتیب میں لکھا گیا ہے۔

(iii) املاء کا تعین

املا کا تعین ایک بنیادی مسئلہ ہے جو ابھی تک حل نہیں ہو سکا۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

I. حروف تہجی کا مسئلہ

II. بقول رشید حسن خان، اردو میں املا کی بے قاعدگی کی سب سے بڑی وجہ املا کو مستقل موضوع نہ بنایا جانا ہے (۲۰)۔

III. دوسری بڑی وجہ مختلف خط ہیں، مثلاً نسخ، نستعلیق اور خط شکستہ وغیرہ۔

IV. املا میں اختلاف کی ایک وجہ علاقائی پس منظر بھی ہے۔ مثلاً مصالح اور مسالا دہلوی اور لکھنوید بستانوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔

V. دوسری زبانوں سے آنے والے الفاظ کی املا کا تعین کیسے کیا جائے؟ یعنی دخیل الفاظ کی املا کا تعین مثلاً عیسیٰ کو عیسا لکھا جائے یا عیسےٰ یا پھر عیسیٰ۔ اس طرح عربی کے دخیل الفاظ میں ہمزہ برقرار رہے یا نہیں؟ مثلاً جرأت یا جرات۔

VI. ایسے الفاظ جو بول چال میں پہلے آتے ہیں اور لکھنے میں بعد میں ان کی املا کا مسئلہ۔ جیسے ایڈیٹر، ایڈیشن وغیرہ۔

VII. اردو میں ایک ایک آواز کے لیے کئی کئی حروف تہجی موجود ہیں مثلاً ت، ط اور س، ص، ث وغیرہ۔

املا کا مسئلہ باقی زبانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً انگریزی میں برطانوی اور امریکی اختلافات تلفظ سے آگے جا کر املا تک پہنچ گئے ہیں (۲۱)۔

بقول ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان:

"حقیقت یہ ہے کہ ہر زبان کے لیے املا کے قواعد ضروری ہیں لیکن اردو کے لیے یہ جس قدر ضروری ہیں، اردو دان طبقے میں اتنی ہی ان سے بے اعتنائی بڑھتی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک لفظ ایک

شخص جس طرح سے لکھ دیتا ہے۔ وہ دوسروں کے لیے سند بن جاتا ہے اور جہاں کتابوں یا اخباروں میں اس کی تکرار ہوئی وہ مقبولیت حاصل کرلیتا ہے۔"(۲۲)

املا کے کچھ اصول رشید حسن خان کے ہاں پائے جاتے ہیں جن کو لغت نگاری کے دوران استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

i. مخطوطات میں موجود الفاظ جو لغزشِ قلم یا سہو کتابت کی وجہ سے لکھے گئے ہیں لغت کے لیے قابل قبول نہیں۔

ii. وہ الفاظ جن کی املا متعین ہونے کے باوجود معتبر اور مستند مصنفین کے یہاں غلط املا کے ساتھ استعمال کیے گئے ہیں، ان کو اسی صورت میں لغت میں درج نہیں کیا جاسکتا، بلکہ ضروری ہے کہ ایسے الفاظ کے لیے معتبر مصنفین کے استعمال کو نظرانداز کرتے ہوئے، درست املا اختیار کیا جائے۔

iii. الفاظ کے عہد بہ عہد تغیرات یا معنی اور املا کے تبدل کی صورت میں مصنف یا تصنیف کے زمانے کا اندراج ضروری ہے۔

iv. کسی معتبر ماخذ میں موجود کسی لفظ کا املا غلط ہے تو کاتب کی بھی تحقیق ضروری ہے کہ کہیں وہ غلط نویس تو نہیں۔

v. اگر کاتب کوئی معلوم علمی و ادبی شخصیت ہے اور اس نے کسی لفظ کو مروجہ املا کے خلاف لکھا ہے تو اس لفظ کو اسی کاتب سے منسوب کرکے لغت میں اس کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

vi. ایسے الفاظ جن کے املا کے متعلق کوئی بھی قطعی فیصلہ آج تک نہیں کیا گیا مثلاً ایڈیشن، اڈیشن۔ ایڈیٹر، اڈیٹر وغیرہ تو ایسے الفظ کو لغت میں شامل کرنے سے پہلے قطعی فیصلہ کرلیا جائے تاکہ املا کا واضح تعین کیا جاسکے۔

متون کی ترتیب میں اختلاف کے لیے یہ طرزِ عمل قابل قبول نہیں۔ اس میں صرف مستند الفاظ کو شامل کیا جائے جن کی املا کئی متون میں درج ہو (۲۳)۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں صحیح املاء کے تعین پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ کہیں املاء کے حوالے سے رشید حسن خان کے اصولوں کو مد نظر رکھا گیا ہے [جیسے لیے اور کیجیے میں حمزہ کے بجائے ''ی'' کا استعمال]، تو کہیں لفظ کی ماٰخذی زبان کے اصولوں کو جیسے کہ لفظ "توتا" کو ''ت'' سے اس لیے لکھا گیا ہے کیونکہ یہ لفظ عربی زبان کا لفظ نہیں ہے لہٰذا اس کو ''ط'' سے لکھنے کا کوئی جواز نہیں۔ تاہم تمام تر تحقیق اور کوشش کے باوجود بھی اس لغت کے مؤلفین اور مدیران املاء کے مسئلے کو مکمل طور پر حل نہیں کر پائے۔ لہٰذا جمہوری طریقہ اپناتے ہوئے انہوں نے کئی الفاظ کے تمام مروجہ ہجوں کو شامل کر لیا تاکہ قارئین کو انہیں سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے جیسے صفحہ نمبر 610 پر ''دھبّہ'' لکھا گیا ہے تو اس کے سامنے ''دھبّا'' بھی دیا گیا ہے اسی طرح سے کئی الفاظ کے قدیمی اور جدید دونوں املاء شامل کئے گئے ہیں۔

املاء کے لحاظ سے ایک اہم مسئلہ اس لغت کے عنوان میں موجود ہے۔ اس کی دو سطحیں ہیں: ایک: لفظ "اوکسفرڈ" میں موجود پہلی آواز دراصل "آ" اور "او" کی درمیانی آواز ہے۔ چوں کہ یہ آواز اردو میں نہیں پائی جاتی، اس لیے اسے "غلط" بولا جاتا ہے۔ تاہم تقریباً ۹۹ فی صد لوگ اس آواز کا تلفظ "آ" کریں گے لیکن اس لغت کے مدیران نے اس کے لیے "او" کو ترجیح دی۔ دوسرا: اسی لفظ میں "ر" کی جگہ "ڑ" ہونا چاہیے تھا کیوں کہ یہ لفظ "اوکسفڑڈ" [یا "آکسفڑڈ"] ہے نہ کہ "اوکسفرڈ"۔ انگریزی میں ''r'' اس لیے لکھ دیا جاتا ہے کہ اس میں "ڑ" کے لیے علاحدہ سے حرف موجود نہیں لیکن اردو میں ایسی کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔

انگریزی زبان سے اردو زبان میں شامل ہونے والے کئی الفاظ باقاعدہ طور پر مستعمل ہیں جیسا کہ ایڈیٹر، ایڈیشن، سیٹ، پین وغیرہ۔ تاہم اس لغت میں ان الفاظ کو درج نہیں کیا گیا جس کی ایک بڑی وجہ شاید املاء کا تعین بھی ہو سکتی ہے کیونکہ اردو میں مختصراے موجود ہی نہیں۔ لہٰذا شاید املاء کے تعین سے بچنے کی غرض سے ایسے تمام الفاظ کو شامل ہی نہیں کیا گیا حالانکہ انگریزی سے آنے والے کئی اور الفاظ کا اندراج کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر "مشین"، "گلاس"، "کلاسیک" وغیرہ۔

(IV)تلفظ:

ڈاکٹر نذیر آزاد اپنی کتاب لغت نگاری :اصول و قواعد میں مدلل بحث کے بعد تلفظ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"تلفظ کی نشاندہی کرنا لغت کا ایک اہم فریضہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تلفظ میں فوقیت کس کو دی جائے۔ اس میں یہ ہونا چاہئے کہ پہلے موجودہ تلفظ دیا جائے بعد میں اس کی طرف اشارہ کیا جائے کہ اس کا تلفظ یہ بھی تھا۔ تلفظ کے بعد اس کے ادا کرنے کا مسئلہ درپیش ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مقدمے میں ہی مختلف علامتوں کی صراحت کی جانی چاہئے۔ تلفظ کے تعین کے بعد لغت نگار کا دوسرا اہم فریضہ اس کا طریقے سے اندراج ہے" (۲۴)۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں اس اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے لغت کے شروع میں تلفظ کے متعلق تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ اس لغت میں کون سا طریقہ اپنایا گیا ہے اور معیار کس کو بنایا گیا ہے۔

اس طرح اردو الفاظ کے تلفظ کے تعین کی صورت میں حاصل ہونے والے تجربات اور مشاہدات کو بھی تفصیل کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔

اردو انگریزی لغت نویسی کی روایت میں تلفظ کا اہم پہلو ہمیشہ بحران کا شکار رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ تلفظ لغت کے دو اہم ترین کاموں میں سے ایک ہے اور الفاظ کے معنٰی یا ترجمے کے بعد کسی بھی لغت کا سب سے اہم حصہ ہے۔ تاہم اب تک لکھی جانے والی اردو لغات میں تلفظ کو کہیں اعراب کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے تو کبھی توضیحی طریقہ (فتحہ، کسرٰی، ضمہ، وغیرہ) اختیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اردو انگریزی لغات میں بھی تلفظ کے لیے کبھی رومن ٹرانسکرپشن کو کافی سمجھ لیا گیا تو کبھی ٹرانسکرپشن کی کئی اور روایات کو اپنایا گیا۔ اس سلسلے میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت اپنی نوعیت کی وہ پہلی لغت ہے جس میں بین الاقوامی صوتیاتی علامات (International Phonetic Alphabet) کو استعمال کیا گیا ہے۔ اور یوں تلفظ لکھنے کا یہ مستند

طریقہ استعمال کر کے اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت نے ایک بہترین روایت کا آغاز کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر "چڑھان" کا تلفظ یوں دیا ہوا ہے:

اگرچہ یہ ایک عمومی لغت ہے اور میں نے اس کے عمومی تاثر کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ دعوی بھی کیا ہے کہ عام قارئین کے لیے یہ لغت نہایت آسان ہے۔ تاہم یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ عام قارئین کے لیے بین الاقوامی صوتیاتی علامات کو سمجھنا آسان نہیں۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے مؤلفین نے اس مسئلے کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہ صرف لغت کے آغاز میں "اردو الفاظ کا تلفظ" کے عنوان سے ایک وضاحتی مضمون شامل کیا بلکہ ہر صفحے پر حاشیے میں اردو مصمتوں اور مصوتوں کی مختلف مثالوں کے ساتھ وضاحت بھی دی ہے۔

دوسرا مسئلہ تلفظ کے تعین کا ہے۔ ہر زبان کی طرح اردو میں بھی کئی الفاظ ایک سے زیادہ تلفظ رکھتے ہیں۔ اس لغت میں کہیں پر اساتذہ کے کلام سے اور کلاسیکی روایت سے مدد لی گئی ہے جب کہ کہیں پر جمہوری رویہ اپناتے ہوئے عام لوگوں کے تلفظ کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ تاہم اکثر الفاظ کا صرف ایک ہی تلفظ آئی پی اے میں دیا گیا ہے، جیسے محبت کا تلفظ صرف یہ دیا گیا ہے:

حالانکہ ان الفاظ کی متبادل صورتیں موجود ہیں۔ تاہم ان متبادل صورتوں کی موجودگی کے اعتراف کے لیے کچھ الفاظ کے لیے بریکٹ میں عوامی تلفظ بھی دیا گیا ہے لیکن اس کے لیے استعمال اردو حروف کو کیا گیا ہے نہ کہ آئی پی اے کو۔ یہ اصول اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کی تقریباً تمام لغات میں اپنایا گیا ہے کیونکہ تمام ہی لغات میں معیار بندی (Standardization) کے مقصد کے لیے ہر لفظ کا ایک ہی تلفظ ہونا چاہیے اور اس زبان کو بولنے والے تمام لوگ اسی تلفظ کو اپنائیں۔

تلفظ کے حوالے سے ایک اہم بات یہ ہے کہ اردو کے کچھ الفاظ کے لیے آئی پی اے تلفظ دینا خاصا مشکل عمل ہے۔ اس لیے کئی مقامات پر اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں دیے گئے تلفظ قابل بحث ہیں۔ مثلاً صفحہ 300 پر لفظ "پہل" کا آئی پی اے تلفظ یوں دیا گیا ہے:

/pæhæl/

جو کہ اردو میں لکھا جائے تو کچھ یوں املا ہو گا: "پیہیل"۔ اس طرح کی مثالوں سے لگتا ہے کہ اس لغت کے مستقبل میں آنے والے ایڈیشنمیں ترمیم کی گنجائش موجود ہے۔ اسی طرح اگر اردو کی کوئی اور یک لسانی یا دولسانی لغات آئی پی اے کا استعمال کرتی ہیں تو وہ بھی اس طرح کے تلفظ میں ترمیم و تبدیلی کر سکتی ہیں۔

(v) قواعدی حیثیت:

بقول نذیر آزاد لغت کے لیے ضروری نہیں کہ وہ قواعد کی مبسوط وضاحت کرے لیکن لغت میں اجزائے تکلم کا اندراج ضروری ہے۔ یعنی کوئی لفظ اسم ہے، فعل ہے یا اسم صفت وغیرہ۔ یہاں پر بجا طور پر یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ لغت ہیں کس قسم کے اجزائے کلام کی نشاندہی کر کے کس قسم کی معلومات فراہم ہو سکتی ہیں؟ اور استعمال کنندہ کو اس کی ضرورت کیوں ہے؟ چنانچہ لغت میں تلفظ کی قواعدی نوعیت کی نشاندہی اس کے قواعدی تصرفات کی صراحت میں مدد گار ثابت ہو سکتی ہے(۲۵)۔

تمام معیاری لغات الفاظ کے معانی اور تلفظ کے ساتھ ساتھ ان کی قواعدی حیثیت کا تعین بھی کرتی ہیں۔ اس اصول کو زیر مطالعہ لغت میں بھی اپنایا گیا ہے۔ اردو زبان کے قواعد کو دو روایات میں لکھا گیا ہے ایک وہ روایت ہے جسے مقامی قواعد نویسوں نے پروان چڑھایا جبکہ دوسری وہ ہے جس پر مغربی مستشرقین نے کام کیا۔ مستشرقین کے قواعد انگریزی قواعد کے اصولوں پر مبنی ہیں جبکہ مقامی قواعد نویس عربی اور فارسی قواعد کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں اردو لفظ کی تفصیل انگریزی میں دی گئی ہے اس لیے قواعد کی حیثیت بھی انگریزی میں دی گئی ہے اور یہ حیثیت بھی انگریزی کے اصولوں

کے مطابق متعین کی گئی ہے۔ لفظ "بانٹنا" کے آگے آپ کو مصدر کی بجائے "V" لکھا ہوا نظر آتا ہے جس کا مطلب ہے "Verb" یعنی فعل۔ عربی میں مصدر کو اسم جانا جاتا ہے جب کہ انگریزی میں اسے فعل کے زمرے میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی طرح "جمیع" کے آگے .Adj لکھا ہوا ہے جس کا مطلب ہے Adjective یعنی اسم صفت۔

(vi) تذکیر و تانیث کا تعین:

نذیر احمد اپنے مضمون میں اردو زبان میں تذکیر و تانیث کے مسئلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کی وجوہات بیان کرتے ہیں: "تذکیر و تانیث سے متعلق امور اختلاف آرا ہیں۔ خصوصیت سے دبستانوں کا فرق۔ پھر ایک دبستاں کے لوگوں میں اختلافات وغیرہ کا احاطہ کرنا آساں نہیں۔ عربی کی بعض جمعیں اردو میں کثرت سے شامل ہیں ان سے بعض مسائل وابستہ ہیں" (۲۶)۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں جن الفاظ کی تذکیر و تانیث واضح ہے، ان کے آگے مذکر کے لیے (m) اور مونث کے لیے (f) لکھا گیا ہے۔ جبکہ تضاد کی صورت میں ایسے الفاظ کے سامنے (m,f) لکھا گیا ہے۔

اردو ایک ایسی زبان ہے جس میں ہر اسم خاص اور زیادہ تر اسمات صفت کی صنف ہے (Gender marked) یعنی ان کو تذکیر و تانیث میں بانٹا گیا ہے۔ اسی طرح جملے کے قواعدی فاعل کی وجہ سے فعل کو بھی مذکر یا مونث ہونا پڑتا ہے۔ للذا جہاں انگریزی میں عام اسما کے لیے تذکر و تانیث کا کوئی تصور نہیں وہاں اردو میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ اسی لیے اس کا تعین کسی بھی اچھی لغت کے لیے ضروری ہے۔ اس اصول پر پورا اترتے ہوئے اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت تمام اسمائے خاص اور اسمائے صفت کی تذکیر و تانیث کا تعین کرتی ہے۔ جیسے کہ "پگڑ" کے آگے n.m(Noun, masculine) اور "پگڑی" کے آگے n.f(Noun feminine) لکھا گیا ہے۔ تاہم فعل کے آگے تذکیر و تانیث کا تعین نہیں کیا گیا ہے کیونکہ اردو لغات میں فعل مصدر کی صورت میں لکھا جاتا ہے جو لاصنف (Gender Neutral) ہوتا ہے۔ وہ

الفاظ جن میں تذکیر و تانیث کے تعین کے سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے ان کی تذکیر و تانیث کا تعین کسی بھی لغت کے لیے اہم چیلنج ہوتا ہے۔ مثلاً، لفظ ''اکتفا'' کو نور اللغات اور فرہنگ تلفظ میں مونث لکھا گیا ہے۔ جبکہ دبستان دہلی کے مطابق یہ لفظ مذکر ہے (۲۷)۔اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں اس لفظ کا اندراج صفحہ نمبر 62 پر کیا گیا ہے اور اس کی تذکیر و تانیث کے مسئلے کو جوں کا توں چھوڑتے ہوئے اس کے آگے n.m.&f. ڈال دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اس لغت کے مؤلفین کے لیے ''اکتفا' ' کو مذکر اور مونث دونوں طرح سے استعمال کرنا ٹھیک ہے۔تذکیر و تانیث کے لحاظ سے ایک اور دلچسپ مثال لغت کی ہے جسے ڈاکٹر نجیبہ عارف اور بی بی امینہ کے مضمون ''لغت نویسی: اصول اور مسائل'' میں مذکر کے طور پر استعمال کیا گیا ہے جبکہ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں اس لفظ کو مذکر اور مونث دونوں تسلیم کیا گیا ہے۔

(vii) معانی کی وضاحت

ضبطِ معانی کے سلسلے میں نذیر احمد لکھتے ہیں:

"لغت کا بنیادی اور اصلی کام یہی سمجھا جاتا ہے لیکن اس سلسلے میں ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ لفظ کے معنی مترادفات کے ذریعے بیان کر دیے جائیں، اول تو ایسے لفظ کم ہیں جن کے ہو بہو ہم معنی لفظ مل جائیں، دوم یہ بات بھی نہیں۔اس لیے کہ لغت ایسے شخص کے لیے بھی ہے جس کو مترادف لفظ کے بھی معنی معلوم نہیں۔ اس بنا پر بہتر طریقہ یہ ہے کہ لفظ کے معنی کی ایسی تشریح ہو جس سے اس کا پورا پورا مفہوم واضح ہو جائے۔ گویا اس کی تشریح معنی کی ہو بہو تصویر ہو"(۲۸)۔

مختلف لغات میں معانی کی وضاحت کے لیے مختلف اصول اپنائے جاتے ہیں۔ عموماً ایک لغت میں ایک لفظ کے مترادفات کو درج کر دینا کافی سمجھا جاتا ہے اگرچہ اس سے لغت میں اختصار آتا ہے لیکن بعض الفاظ کی وضاحت مترادف یا یک لفظی ترجمے سے ممکن نہیں ہوتی اس لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ ایسے الفاظ کی وضاحتی تعریف لکھی جائے لیکن اگر ہر لفظ کی تعریف لکھ دی جائے تو پھر لغت انسائیکلوپیڈیا بن جائے گی۔اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں اس اصول کو بہت احتیاط کے ساتھ برتا گیا ہے۔یعنی زیادہ تر الفاظ کے انگریزی

معنی دیے گئے ہیں۔ جبکہ تعریف صرف وہاں لکھی گئی ہے جہاں ضروری تھا۔ جیسے صفحہ 351 پر لفظ ''تسطیح'' کے آگے اس کا انگریزی معنی ''Levelling'' بھی دیا گیا ہے اور ساتھ میں اُس کی تعریف بھی یعنی ''Making flat and level'' لکھی گئی ہے۔ معانی کی وضاحت کا دوسرا اصول یہ ہے کہ لفظ کو جملے میں استعمال کر کے مثال پیش کرنا۔ عمومی لغات میں اس کی ضرورت بھی کم ہی پیش آتی ہے اور یہی زیرِ مطالعہ لغت میں کیا گیا ہے۔ جیسے صفحہ 412 پر لفظ ''جاؤ'' کو ''جاؤ اپنا کام کرو'' ، ''جاؤ بھی''، ''جاؤ جی'' میں استعمال کیا گیا ہے لیکن اس صفحہ پر موجود زیادہ تر الفاظ جیسے ''جاوِدانہ'' ، ''جاودانی''، ''جاوَرس''، ''جاوَک'' وغیرہ کے لیے کوئی مثال یا وضاحتی جملہ نہیں لکھا گیا ہے۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ اس میں الفاظ اور معانی کی وضاحت کے لیے محاورے اور ضرب الامثال بھی درج کی گئی ہیں جیسے صفحہ 412 پر ''جاؤ نیپال ساتھ جائے کپال' '(Forture accompnies you everywhere)۔ اس لغت کی اس سے بھی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کئی اردو محاروں اور ضرب الامثال کا لغوی ترجمہ کرنے کے بجائے ان کے انگریزی مترادف ڈھونڈے گئے ہیں جیسے صفحہ 444 پر ''جھاڑ سے چھوٹا پہاڑ میں اٹکا'' کے لیے، (Out of the frying pan into the fire) لکھا گیا ہے جو کہ انتہائی اہم اور لغت نویسی کے اصولوں پر مبنی ہے۔

علم اللغت کے کئی ماہرین نے معانی کی وضاحت کے لیے تصاویر کی اہمیت پر بھی زور دیا ہے۔ تاہم ایسا بچوں کی لغات یا ان زبان سیکھنے والوں کی لغات میں ممکن ہے جو ابھی ابتدائی مراحل میں ہوں۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں نہ تو کوئی تصویر شامل کی گئی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت تھی۔

(viii) اسناد

زیادہ تر اردو لغات میں کسی بھی لفظ کی سند کے لیے محض شعر و شاعری سے امثال درج کر دی جاتی ہیں حالانکہ شاعری اور نثر میں توازن رکھنا چاہیے (۲۹)۔ تاہم اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں جہاں جہاں ضروری تھا وہاں ضرب الامثال سے مدد لی گئی ہے نہ کہ ادب کی۔ یوں یہ لغت اپنے مزاج میں عوامی لغت

لگتی ہے لہٰذا اس طرح کی مثالیں جیسے ''گیدڑ'' کے آگے ''گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو شہر کا رُخ کرتا ہے''، ''کتے کی دم بارہ برس نلکی میں رکھی پھر بھی ٹیڑھی'' دی گئی ہیں۔

جدید لغات کو لکھنے کے لیے زبان کے وسیع ذخیرہ الفاظ (Corpus) کو بنیاد بنایا جاسکتا ہے۔ کورپس سے نہ صرف اس بات کے تعین میں مدد ملتی ہے کہ آیا ایک خاص لفظ کو لغت میں شامل کرنا چاہیے کہ نہیں بلکہ اس سے ایک لفظ کی بنیادی، ثانوی یا ثالثی حیثیت کا تعین کرنا بھی ممکن ہو جاتا ہے یعنی کورپس پر مبنی لغات سب سے پہلے ایک لفظ کے اس معنی کو درج کریں گی جن میں یہ لفظ کورپس میں سب سے زیادہ مرتبہ استعمال ہوا ہے ۔ اس کے بعد اسی لفظ کے کورپس میں دوسرے نمبر پر کثرت سے استعمال ہونے والے معنی کو دیا جائے گا۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں کئی الفاظ کے ساتھ ایک، دو، تین لگا کر ان کی درجہ بندی تو کر دی گئی ہے لیکن یہ درجہ بندی مؤلفین کی اپنی سمجھ بوجھ پر مبنی ہے جیسے صفحہ 679 پر لفظ ''سار'' کے پانچ اندراجات دیے گئے ہیں۔ ہر اندراج کے آگے مختلف معنی درج ہیں لیکن ان کی ترتیب کورپس پر مبنی نہیں ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ جن دنوں میں اس لغت کو تالیف کیا جارہا تھا تب اردو زبان کا کوئی جامع کورپس دستیاب ہی نہیں تھا اور جب تک اردو کے کروڑوں الفاظ کا کورپس موجود نہ ہو ایک لفظ کے کسی خاص معنی میں کم یا زیادہ استعمال کا تعین ممکن نہیں ہوگا۔

(ix) لسانی ماخذ اور اشتقاق

اس حوالے سے ڈاکٹر نذیر آزاد لکھتے ہیں:

> "املا، تلفظ اور قواعدی حیثیت کے ساتھ ساتھ الفاظ کی اصل کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ یعنی یہ دکھانا کہ لفظ اصل میں کس زبان سے تعلق رکھتا ہے اور کن تبدیلیوں کے ساتھ یہ نئی زبان میں داخل ہوا۔ عام طور پر لغات میں لفظ کے ماخذ اور اشتقاق کے بارے میں صرف اشارہ دیا جاتا ہے لیکن ایسے اشارے استعمال کنندہ کے لیے ناکافی ہوتے ہے کیونکہ ان سے لفظ کی اصل کے بارے میں شکوک و شبہات رفع نہیں ہو سکتے ہیں" (۳۰)۔

مولوی عبدالحق اس ضمن میں کہتے ہیں:

"ہر لفظ کے بارے میں بتایا جائے کہ وہ کب، کس طرح اور کس شکل میں اردو میں آیا ہے(۳۱)۔

شمس الرحمان فاروقی، مولوی عبدالحق کی اس تجویز کا جواب بڑے تیکھے انداز میں اس طرح دیتے ہیں۔

لغت نگار کا کام صرف یہ ہے کہ ممکن حد تک ہر لفظ کی اصل، یعنی وہ جس زبان سے آیا ہے۔(یا شاید آیا ہے)اس کی نشاندھی کر دے، اور اگر اس کی جڑ سلسلہ بہ سلسلہ کئی زبانوں سے ہوتی آئی ہے تو اس کی نشاندھی کر دے۔ ممکن ہو تو یہ بھی بتادے کہ اس کی قدیم ترین اور جدید ترین مثالیں کیا اور کہاں ہیں۔ باقی سب ڈھکوسلا ہے(۳۲)۔

تاہم اردو کے حوالے سے مشکل یہ ہے کہ اس میں شامل کئی الفاظ بہ یک وقت عربی، فارسی، اور ترکی وغیرہ میں موجود ہیں۔اس سلسلے میں نذیر احمد بیان کرتے ہیں:

"جیسا کہ معلوم ہے اردو میں عربی و فارسی اور سنسکرت کے علاوہ کافی الفاظ ترکی کے بھی شامل ہیں۔ اوّل تو یہ بتانا کہ یہ لفظ کس زبان کا ہے آسان کام نہیں۔ عربی و فارسی کے الفاظ کے درمیان تمیز کرنے میں بسا اوقات دشواری کا سامنا ہوتا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ مشکل کام لفظ کے مآخذ کا پتا چلانا ہے۔ عربی زبان سے جو الفاظ ماخوذ ہیں۔ اکثر حالتوں میں ان کے بارے کا تعین آسان ہوتا ہے۔ سنسکرت سے جو الفاظ آئے ہیں ان سے بھی کسی قدر آسانی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ سنسکرت کی قواعد کے اصول وضوابط نہایت پختگی سے منضبط اور لغت کے مسائل بڑی حد تک حل ہو چکے ہیں۔ اس لیے اردو میں مستعمل الفاظ کی اصل کا پتا چلانا ممکن ہے۔ مگر فارسی کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ اس زبان میں عربی کے الفاظ ماسوا جو فارسی کے اپنے ہیں ان میں سے اکثر کی اصل نامعلوم ہے"(۳۳)۔

بقول نذیر آزاد:

"دخیل الفاظ کے منابع معلوم ہونے کے بعد مآخذ کی نشاندہی کا مسئلہ باقی رہتا ہے اس کے لیے مختلف لغات میں مختلف طریقے اختیار کیے گئے ہیں۔ عام طور پر علامتی طریقہ اختیار کیا گیا ہے یعنی اصل زبان کا مخفف دیا جاتا ہے مثلاً عربی الاصل لفظ کے لیے "ع" یا فارسی الاصل لفظ

> کے لیے "ن" علی ہذا القیاس۔ دوسرے طریقے میں ماخذ کی نشاندہی کے بغیر اصل لفظ کا اندارج کیا جاتا ہے لیکن تیسرا طریقہ زیادہ واضح اور مضبوط ہے۔ جس میں اندارج کی اصل شکل، اس کے معنی، تصریفات اور ارتقائی مدارج پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ یہ طریقہ عام طور پر تاریخی لغات میں اختیار کیا جاتا ہے" (۳۴)۔

تمام معیاری لُغات میں اندراجات کی اصل کے بارے میں معلومات دی جاتی ہیں۔ تاہم یہ عمل ہر لفظ کے لیے نہ تو ضروری ہے اور نہ ہی ممکن ہے۔ کیونکہ ہر زبان کے زیادہ تر الفاظ صدیوں کا سفر طے کر کے ایک ایسا نیا لسانی روپ دھار لیتے ہیں کہ ان کے ماخذ کا پتا لگانا ممکن ہی نہیں رہتا۔ لیکن کئی الفاظ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ہیئت کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں لہٰذا ان کے ساتھ ان کی لسانی وابستگی کا ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں ایسے الفاظ جن کے آگے لسانی ماخذ درج ہے ان میں سب سے زیادہ تعداد پراکرت سے آنے والے الفاظ کی ہے۔ اس کے بعد سنسکرت، عربی، فارسی، پنجابی، ترکی، سندھی، پشتو، انگریزی، پُرتگالی اور دوسری زبانیں ہیں۔ مثال کے طور پر صفحہ نمبر 29 پر لکھے ہوئے لفظ "ارش" کا تلفظ قواعدی تفصیل اور معنی کے بعد [P] لکھا گیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ یہ لفظ Persian یعنی فارسی سے آیا ہے۔ اسی لفظ کے دوسرے معنی کے آگے [A] لکھا گیا ہے جس کا مطلب ہے اس دوسرے معنی میں یہ لفظ عربی میں موجود ہے۔

ڈاکٹر گیان چند کے مطابق، "اگر صوتی مماثلت کی بنا پر لفظ کی بہت سی اصل ممکن ہو تو لسانیات کے ساتھ ساتھ تمام لسانی ماخذات سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیے مثلاً تاریخ، تقابل مذاہب وغیرہ" (۳۵)۔ یہ بات تو واضح نہیں کہ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں لسانی ماخذ دریافت کرنے کے لیے تاریخ یا تقابل ادیان کا مطالعہ کیا گیا ہے کہ نہیں لیکن اس طرح کے مختلف شعبوں سے آنے والے الفاظ کو ان کے خصوصی عنوانات کے ذریعے واضح ضرور کیا گیا ہے جیسے صفحہ نمبر 61 پر لفظ "اقنوم" کا تلفظ، قواعدی حیثیت اور معانی دینے کے بعد (Christianty) لکھا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس لفظ کا تعلق عیسائیت سے بھی ہے۔ اس طرح صفحہ نمبر 87 پر "انبیق" کے آگے (Chem) لکھا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ اس لفظ کا تعلق علم کیمیا سے

ہے کئی الفاظ کے عمومی معانی علاحدہ سے دیے گئے ہیں جبکہ کسی علمی یا مذہبی سیاق و سباق میں جنم لینے والے معانی کو الگ سے دیا گیا ہے جیسے صفحہ 47 لفظ "اشراق" کا معنی (Dawn) اور (Sunrise) وغیرہ دیئے گئے ہیں جس کے بعد علاحدہ سے اسلام میں سے ایک خاص معنی بھی درج کیا گیا ہے جو کہ " The prayer offered at that time " یہ امر تسلی بخشے کہ زیر مطالعہ لغت میں لسانی مآخذ کے حوالے سے کوئی طویل مباحث نہیں دیئے گئے۔ کیونکہ دو لسانی لغت میں قارئین کی دلچسپی تلفظ اور ترجمے میں زیادہ ہوتی ہے اور باقی ضمنی معلومات میں کم۔

زیر مطالعہ لغت میں اشتقاق یعنی (Derivation) پر سرے سے کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے جس کا مطلب ہے کہ لفظ کا ارتقاء اور مادے سے اشتقاق تک کے سفر پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے۔ تاہم کئی الفاظ کی مختلف صورتوں کو علیحدہ علیحدہ اندراج کے طور پر لکھا گیا ہے۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت: ہوورڈ جیکسن (Howard Jackson) کے اصولوں کی روشنی میں:

جیسے کہ اس مقالے کے تعارفی باب میں بیان کیا گیا ہے اس لغت کے تجزیے کے لیے ہوورڈ جیکسن (Howard Jackson) کے مضمون "لغت کی تنقید" (Criticising Dictionaries) سے ماخوذ ماڈل بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں ہوورڈ جیکسن نے لغات کے تجزیے کے لیے معیارات کے دو سیٹ متعارف کروائے جن میں سے پہلا سیٹ لغت کی پیش کش (Presentation) سے متعلق ہے جب کہ دوسرا اس کے مواد (Content) سے متعلق۔ ذیل میں انہیں معیارات کی روشنی میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے(۳۶)۔

پیش کش(Presentation)

کسی بھی لغت کی پیش کش یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ اپنے حدفی قارئین کے لیے کتنی آسان ہے۔ ہوورڈ جیکسن کے نزدیک لغت کے تجزیہ نگار کو پیش کش سے متعلق ذیل میں دیے گئے پہلوؤں کو ضرور مد نظر رکھنا چاہیے۔

صفحے کی وضع کاری(Page Layout)

صفحے کا سائز عموماً لغت کی نوعیت پر منحصر ہوتا ہے۔ حوالے کے لیے استعمال ہونے والی بڑی لغات عموماً بڑے صفحات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ مختصر (Concise) لغات کے صفحات نسبتاً چھوٹے ہوتے ہیں۔ جیبی لغات کے صفحات یقیناً بہت چھوٹے سائز کے ہونے چاہئیں۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ایک حوالہ جاتی لغت ہے اس لیے اس کا سائز بھی بڑی لغات والا رکھا گیا ہے۔ صفحے کا کل سائز 9.5x7 انچ ہے۔ حوض کا سائز 8x6 انچ ہے۔ ہر صفحے کو دو کالموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہوورڈ جیکسن کے مطابق صفحے کی وضع کاری کی "ایک اہم خصوصیت صفحے پر چھوٹی ہوئی سفید جگہ ہوتی ہے(۳۷)۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں یہ جگہ بہت ہی کم ہے۔ دراصل دائیں صفحے کے دائیں طرف والے حاشیے اور بائیں صفحے کے بائیں طرف والے حاشیے میں تقریباً آدھا انچ خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ صفحے کے اوپر بھی اتنی ہی جگہ خالی ہے۔ صفحے کے نیچے والی جگہ کو بین الاقوامی صوتیاتی انجمن کے اردو سے متعلق اصوات [اور مصوتوں کی صورت میں مثالوں سمیت] کو درج کیا گیا ہے۔ دائیں اور بائیں صفحے کے درمیان چھوٹی ہوئی جگہ اتنی ہے کہ دونوں صفحات کے تمام الفاظ کو باآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ اردو اور انگریزی کے لیے استعمال ہونے والے فونٹ اور ان کے سائز بھی قاری کی سہولت کے مطابق ہیں۔ چناں چہ صفحے کی وضع کاری کے لحاظ سے یہ لغت قاری کی آسانی کو پیش نظر رکھتی ہے۔

اندراجات کی وضع کاری(Layout of the Entries)

ہوورڈ جیکسن کے مطابق روایتی طور پر لغات میں ایک سر لفظ (headword) سے متعلق تمام معلومات ایک ہی پیرا گراف میں دے دی جاتی تھیں تاکہ جگہ بچائی جائے(۳۸)۔تاہم جدید لغات میں معلومات کے ہر نئے سیٹ کے لیے نیا پیرا گراف دیا جاتا ہے۔مثلاًنیو اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری میں اشتقاقات، لفظ کی نئی قواعدی حیثیت، محاورے وغیرہ میں سے ہر ایک کے اندراج کے لیے ایک نئی سطر لکھی گئی ہے۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت اس لحاظ کسی حد تک روایتی انداز میں لکھی گئی ہے۔مثلاً صفحہ 431 پر "جنگ" کے اندراج کو یوں لکھا گیا ہے کہ اس سے متعلق تمام ذیلی اندراجات و مرکبات کو ایک ہی پیرا گراف میں ڈال دیا گیا۔ان ذیلی اندراجات میں ایسے الفاظ بھی شامل ہیں جنہیں علاحدہ لفظ کی حیثیت حاصل ہے، جیسے "جنگ جو" اور "جنگ بندی"، وغیرہ۔

/dʒəŋg/ ■ *n.f.* 1 war, battle; fight, combat. 2 enmity, bias, hostility. جنگ آزما warring (person, etc.). جنگ آزمودہ 1 war veteran, experienced in warfare. 2 brave. 3 battle-proven (arms or equipment). جنگ آور fighter. جنگ باز warmonger. جنگ بندی ceasefire. جنگ پر جانا go to war (as a soldier). جنگ جو warrior; quarrelsome, contentious. جنگ چھڑ جانا/چھڑنا war to break out. جنگ رو برد و بارد predicting victory is difficult in war, either you win or lose in a war. جنگِ زرگری collusive or sham dispute between two parties to defraud a third one. جنگ سر کرنا be victorious in a war. جنگِ عظیم world war. جنگ کرنا wage a war; fight. جنگ گاہ (also جنگاہ) battlefield. جنگ وجدال/جدل fight, fighting; battle, warfare, armed conflict. جنگ ہونا war to break out; to be engaged in fighting.

اس سے بھی زیادہ دل چسپ مثال لفظ "بد" کی ہے جو کہ سینکڑوں الفاظ کے ساتھ سابقے کے طور پر استعمال ہو کر مرکبات بناتا ہے۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں ان تمام مرکبات [بد احتیاط، بد اخلاق، وغیرہ] کو صفحات 166,167 پر ذیلی اندراجات کے طور پر لکھ دیا گیا ہے۔

تاہم اگر ایک املا کا حامل کوئی لفظ کثیر المعنی ہے تو اس کی نہ صرف متعلقہ معلومات کو نئے پیرا گراف میں لکھا گیا ہے بلکہ ہر نئے معنی کی نمائندگی کے لیے لفظ کو ایک نئے اندراج کی صورت میں دوبارہ لکھا گیا ہے۔ مثال

کے طور پر صفحہ 313 پر لفظ "پھال" کو تین مختلف معنی کی نمائندگی کے لیے تین اندراجات کی صورت میں تین مرتبہ الگ الگ لکھا گیا ہے۔

اندراجات کی لمبائی (Length of Entries)

اندراجات کی لمبائی کا تعلق کسی حد تک اوپر بیان کی گئی "اندراجات کی وضع کاری" سے بھی ہے۔ یعنی ایک اندراج سے متعلق ماخوذات، محاورات، اور مرکبات وغیرہ کو اگر اسی کے نیچے ایک ہی پیرا گراف میں ڈال دیا جائے تو لغت کے ہر اندراج کی لمبائی زیادہ ہو گی۔ لغت نویسی کی اصطلاح میں ان تمام کو اکٹھے لکھنے کے عمل کو 'گھونسلانا' (Nesting) کہتے ہیں۔ لیکن اگر ان میں سے ہر ایک کو ایک علاحدہ اندراج کی صورت لکھا جائے تو پھر یہ لمبائی کم رہے گی اور سفید یا خالی جگہ نسبتاً زیادہ ہو گی جس سے لغت کی وضع کاری بہتر ہو جاتی ہے۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں اندراجات کی لمبائی زیادہ ہے کیوں کہ اس لغت میں گھونسلانے کی تکنیک کو ترجیح دی گئی ہے۔ اس عمل سے قاری کو جہاں ایک لفظ سے متعلق ساری معلومات ایک جگہ پر ملتی ہیں وہاں مطلب کے لفظ یا محاورے کو ڈھونڈنے میں مشکل بھی پیش آتی ہے۔

مخففات (Abbreviation)

لغت میں کسی بھی اندراج سے متعلق تفصیل دینے کے لیے مخففات کا استعمال عام ہے۔ ہوورڈ جیکسن کے مطابق اب یہ رجحان کم ہوتا جا رہا ہے۔ اب زیادہ تر لغات قواعدی زمروں اور کسی لفظ کی اصل زبان وغیرہ کی وضاحت کے لیے مخفف کے بجائے پورا لفظ مہیا کرتی ہیں (۳۹)۔ روایتی لغات کی طرز پر زیر مطالعہ لغت مخففات کا استعمال بہ کثرت کرتی ہے۔ موضوعی عنوانات [مثلاً الجبرا کے لیے .Alg]، قواعدی توضیحات [مثلاً صفت کے لیے .adj]، خصوصی عنوانات [مثلاً قدیم کے لیے .arch] اور زبانیں [مثلاً انگریزی کے لیے E] مخففات کی مدد سے لکھی گئی ہیں۔ ان مخففات کی وضاحت لغت کے آغاز میں کر دی گئی ہے۔ تاہم ایک ایسا

قاری جس نے یہ وضاحت نہ پڑھ رکھی ہو اس کے لیے ان مخففات کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔اس لیے ہوورڈ جیکسن یہ کہنے میں بجاہیں کہ "کم مخففات، زیادہ سہولت "(۴۰)۔

مواد(Content)

کسی بھی لغت کے اندر شامل مواد کی نوعیت لغت کے اچھے یا برے ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔اس ضمن میں لغت کو کئی ایک پہلوؤں سے دیکھا جاسکتا ہے۔ذیل میں دی گئی لسٹ ہوورڈ جیکسن کے مطابق وہ کم سے کم معیار ہے جسے لغت کے جائزے کے وقت مد نظر رکھنا چاہیے۔

ذخیرہ الفاظ کی حد(Range of Vocabulary)

ہوورڈ جیکسن کے مطابق جدید لغات اس بات پر نازاں نظر آتی ہیں کہ ان میں ٹیکنولوجی اور سائنس سے متعلق جدید ترین الفاظ شامل ہوتے ہیں جس سے لغت کے الفاظ کی رینج کافی وسیع ہو جاتی ہے۔ لغت کے نقاد کو یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا یہ جدید تکنیکی، بین الاقوامی اور علاقائی نوعیت کے تمام الفاظ کا احاطہ کرتی ہے (۴۱)۔اس لحاظ سے اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ایک روایتی لغت ہے۔اس میں انگریزی یا دوسری مغربی زبانوں سے آنے والے جدید الفاظ کو شامل نہیں کیا گیا جو اب اردو کا باقاعدہ حصہ بن چکے ہیں۔اس میں "کمپیوٹر" اور "موبائل" جیسے روز مرہ کے استعمال کے الفاظ بھی شامل نہیں ہیں۔اس کی ایک واضح وجہ شاید یہ ہے کہ یہ اردو سے انگریزی لغت ہے اور اس میں ان الفاظ کو شامل کرنے کا مطلب پہلے سے انگریزی جاننے والوں کو انگریزی بتانا ٹھہرتا۔تاہم کسی بھی لغت کا مقصد محض لفظ کے معنی دینا نہیں ہوتا۔اس میں الفاظ کے املا اور تلفظ وغیرہ کی بھی معیار بندی ہو رہی ہوتی ہے۔اس لیے اس لغت میں ان الفاظ کو شامل کرنے میں کوئی حرج نہیں تھی۔تاہم صفحہ 7 پر انگریزی سے آئے بین الاقوامی نوعیت کے لفظ "اتاشی" کو بھی شامل کیا گیا ہے اور موجودہ عہد کی سیاست سے متعلق لفظ "اتحادی" بھی۔ لیکن جدید دور کی اردو زبان میں زبان زد عام لفظ "طالبان" کو 2013ء میں شائع ہونے والی اس لغت میں شامل نہیں کیا گیا۔ علاقائی نوعیت کے الفاظ کی نشاندہی کے لیے

لغت میں اندراج کے آخر میں [.dial] یعنی بولی (Dialect) لکھ دیا جاتا ہے جو کہ ایک بالکل ادھورا کام ہے کیوں کہ قاری کے لیے یہ جاننا بھی ضروری ہوتا ہے کہ ایک لفظ اردو کی کس مقامی بولی سے متعلق ہے۔ مثلاً صفحہ 153 پر دیے گئے ایک لفظ "بانڈ" کے آگے [.dial] درج کر کے یہ اشارہ تو کر دیا گیا ہے کہ یہ اردو کی تمام بولیوں کے بجائے کسی ایک بولی میں مستعمل ہے لیکن اس بولی کی نشاندہی نہیں کی گئی۔ اس لیے جب تک ایک قاری اس لفظ کی مکمل تحقیق نہیں کرے گا اسے معلوم نہیں ہو گا کہ یہ لفظ کس بولی سے متعلق ہے۔

الفاظ کی تشکیل (Word Formation)

اس زمرے سے مراد یہ ہے کہ ایک لغت میں سابقوں لاحقوں سے تشکیل پانے والے الفاظ کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ کیا مرکبات کو علاحدہ سر لفظ تصور کیا جاتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح کیا الفاظ کی مختلف حالتوں [اسم، صفت، فعل] وغیرہ کو ایک ہی اندراج میں شامل کیا جاتا ہے یا علاحدہ علاحدہ؟

پہلی قسم سے متعلق اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں کچھ تضادات کی صورت نظر آتی ہے۔ مثال کے طور پر "بے" کے سابقے سے تشکیل پانے والے تمام الفاظ کو صفحات 211 تا 215 تک اسی اندراج کے نیچے ذیلی اندراج کے طور پر شامل کر دیا گیا ہے۔ تقریباً یہی صورت حال لفظ "منہ" کے ساتھ ہے جس سے بننے والے تمام محاورات و مرکبات کو ذیلی اندراجات کے طور پر صفحات 1049 تا 1051 پر لکھا گیا ہے۔ تاہم صفحہ 1067 پر درج لفظ "نا" کے ذیلی اندراجات کو اگلے دو صفحات پر لکھ ڈالنے کے بعد ان میں سے کئی ایک کو علاحدہ سر لفظ کے طور پر بھی پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً "نااتفاقی"، "نااستوار"، "ناامید" وغیرہ کو دوبارہ لکھ کر ان کا ایک لفظی معنی دیا گیا اور پھر آگے "See under" لکھ دیا گیا۔ یہ واضح نہیں ہے کہ مؤلفین نے کس بنیاد پر کچھ الفاظ کو دوبارہ لکھنے کی ضرورت محسوس کی۔

اس لغت میں اسم اور صفت کو تو علاحدہ علاحدہ سر لفظ کے طور پر لکھا گیا ہے [جیسے قانون، قانونی، قلب، قلبی، وغیرہ] لیکن اسم یا صفت سے بننے والے افعال کو اسم کے ذیلی اندراج کے طور پر ہی لکھا گیا ہے۔ جیسے صفحہ 777 پر صفت "طے" کو سر لفظ کے طور پر لکھا گیا جب کہ اس سے متعلق افعال "طے کرنا" اور

"طے ہونا" کو اسی کے ذیل میں لکھ دیا گیا۔ صفحہ 924 پر لفظ "گئی" دیا گیا ہے جس کا قواعدی زمرہ فعل کے بجائے .adj یعنی صفت درج ہے لیکن اس کا انگریزی مطلب went لکھا گیا ہے جو کہ غلط ہے۔ اگر یہاں "گئی" کو صفت کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے جیسے "گئی رات" تو اس کا انگریزی معنی gone بنتا ہے نہ کہ went۔

ہم املا الفاظ (Homographs)

مختلف معانی کے حامل ہم املا الفاظ کو اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں علاحدہ علاحدہ اندراجات کے طور پر لکھا گیا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو شاید یہ ہے کہ مختلف ہم املا الفاظ کی ماخذی زبان عموماً مختلف ہوتی ہے اور اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے اصولوں کے مطابق ایک لفظ کے اندراج کے آخر میں [] میں اس لفظ کی اصل زبان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پہ صفحہ 197 پر لفظ "بُن" کے تین اندراجات دیے گئے ہیں۔ فارسی سے آنے والے "بُن" کا مطلب بنیاد ہے، سنسکرت سے آنے والے "بُن" کا مطلب بُننا ہے جب کہ عربی سے آنے والے بُن کا مطلب ان پسی کافی ہے۔ تاہم ایک ہی زبان سے آنے والے ہم املا مگر مختلف المعنی الفاظ کو بھی علاحدہ علاحدہ اندراجات کے طور پر لکھا گیا ہے جیسے صفحہ 141 پر درج لفظ "باٹ" کے دونوں اندراجات دراصل سنسکرت سے آئے ہیں لیکن ان میں سے ایک کا معنی راستہ ہے جب کہ دوسرے کا وزن تولنے والا باٹ ہے۔ اسی وجہ سے ان دونوں کو علاحدہ لکھا گیا ہے۔

معنی کی تقسیم (Sense Division)

ایک سے زیادہ معنی کے حامل الفاظ کے مختلف معانی کا تعین لغت نویسوں کے لیے ہمیشہ ایک مسئلہ رہا ہے۔ اسی طرح ان کی ترتیب بھی ایک مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ جہاں آج کل کی جدید ترین لغات میں یہ کام موادی لسانیات (Corpus Linguistics) نے سہل بنا دیا ہے وہاں روایتی لغات میں اس کام کو پہلے سے موجود لغات کے تقابل اور زیر تالیف لغت کے مؤلفین کی منشا پہ منحصر ہوتا تھا۔ اوکسفرڈ اردو

انگریزی لغت میں ہزاروں کثیر المعنی الفاظ کو شامل کیا گیا ہے۔ قاری کی آسانی کے لیے ہر مختلف معنی (Sense) کے لیے لفظ کو دوبارہ نئے پیراگراف میں لکھا گیا ہے۔ تاہم معنی کے تصحیح اور ترتیب کے لیے کوئی کارپس استعمال نہیں ہوا۔ اس سلسلے میں ایک بہترین مثال لفظ "بر" کی ہے جس کے صفحہ 172-171 پر سنسکرت، فارسی، عربی اور پراکرت سے آنے والے سات مختلف معنی (Senses) دیے گئے ہیں۔

وضاحت (Defining)

ایک لفظ کی وضاحتی تفصیل دینا عموماً معیاری لغت کا کام نہیں ہوتا۔ لغات کا زیادہ تر حصہ مترادفات دینے میں صرف کیا جاتا ہے نہ کہ کسی انسائیکلوپیڈیا کی طرح تعریفیں دینے پر۔ تاہم ہر لغت میں کچھ ایسے الفاظ [مثلاً پودوں اور جانوروں سے متعلق] ضرور ہوتے ہیں جن کے مترادفات دستیاب نہیں ہوتے۔ اس لیے ان کی وضاحت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ مختلف لغات میں وضاحت کے لیے مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں جہاں کہیں کوئی ایسا لفظ آئے جس کی تعریف لکھنا ضروری ہو وہاں پورا جملہ لکھنے کے بجائے مختصر ترین الفاظ میں وضاحت کر دی جاتی ہے۔ جیسے صفحہ نمبر 170 پر لفظ "بدی" کے دوسرے معنی (Sense) کے لیے یہ وضاحت بیان کی گئی ہے:

"Second fortnight of a lunar month, the period from the night of full moon to the last of the lunar month."

وضاحت کا یہ انداز اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے مزاج کے عین مطابق ہے۔ اس سے لفظ کا معنی بھی بیان ہو جاتا ہے اور زیادہ جگہ بھی استعمال نہیں ہوتی۔

تعبیر سے آگے (Beyond Denotation)

لفظ کے معنی یا تعبیر کے علاوہ بھی کئی ایک پہلو ہوتے ہیں جن کی طرف کئی لغات کا رجحان ہوتا ہے۔ ان پہلوؤں میں مترادفات، متضادات، ہم نوعیت (Hyponym) الفاظ اور ان کے عموی ہم مقام الفاظ

(Collocations) شامل ہیں۔ دولسانی لغت ہونے کے ناطے، اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں اردو الفاظ کے انگریزی مترادفات بھی دیے گئے ہیں اور کہیں کہیں وضاحت کے لیے ان الفاظ کے مختلف سیاق میں استعمال بھی۔ اسی طرح کئی جگہوں پر جہاں لفظ کی تعریف دینا ضروری تھا وہاں ہم نوعیت الفاظ بھی لکھے گئے ہیں اگرچہ یہ الفاظ انگریزی میں دیے گئے ہیں۔ تاہم متضادات دینا نہ تو اس لغت کی ضرورت تھی اور نہ ہی ایسا کیا گیا ہے۔

مثال کے طور پر:

لفظ: برت؛ صفحہ: 174؛ انگریزی مترادف: use, practice

لفظ: پونم؛ صفحہ: 298؛ انگریزی میں ہم نوعیت لفظ: fourteenth night of a lunar month

لفظ: تسکین؛ صفحہ 351؛ ہم مقام الفاظ و محاورات: تسکینِ اوسط، تسکین بخش، تسکین دینا، تسکین ہونا۔

تلفظ (Pronunciation)

ہوورڈ جیکسن کے مطابق تلفظ کے حوالے سے دو باتیں اہم ہیں۔ ایک نظامِ خط (Transcription) اور دوسرا لہجہ (Accent)۔ ان کے مطابق نظامِ خط تو اب تقریباً دنیا بھر میں بین الاقوامی صوتیاتی انجمن کی طرف سے متعارف کردہ آئی پی اے استعمال ہوتا ہے لیکن لہجے کی نمائندگی کے مسائل آج بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت اردو کی ایسی پہلی لغت ہے جس میں آئی پی اے کو استعمال کیا گیا ہے اور یہ بلاشبہ ایک بڑا کارنامہ ہے۔ جہاں تک بات لہجوں کی نمائندگی کی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ اس لغت میں میعارات مقرر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لیے اس میں آئی پی اے تلفظ صرف ایک ہی دیا جاتا ہے جسے لغت نویس میعار سمجھتے ہیں۔ تاہم اس میں مقامی لہجوں کی موجودگی کے اعتراف کے لیے بریکٹ میں دوسرا مستعمل تلفظ اردو حروف کی مدد سے لکھ دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر صفحہ 254 پر پنجابی سے اردو میں آنے والے لفظ "پُتر" کا تلفظ یہ لکھا گیا ہے:

اور پھر بریکٹ میں "پتّر" کی موجودگی کا اقرار بھی کر لیا گیا۔

قواعد (Grammar)

ہوورڈ جیکسن کے مطابق لغات میں عموماً بنیادی قواعدی معلومات جیسے کہ لفظی زمرے وغیرہ دیے جاتے ہیں۔ تاہم قواعد پر زیادہ تفصیل ان لغات میں ہوتی ہے جو زبان سکھانے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت چوں کہ ایک دولسانی لغت ہے اس لیے اس میں بھی بنیادی قواعدی معلومات شامل کی گئی ہیں۔ اس میں الفاظ کی قواعدی تقسیم: اسم [اور اس کی صنفی معلومات]، صفت، فعل وغیرہ، کی گئی ہے۔ تاہم صفت کی صنفی معلومات دینے کے لیے دو علاحدہ طریقے اپنائے گئے ہیں۔ کچھ جگہوں پر تو مذکر کو باقاعدہ اندراج بنا کر مؤنث کو آخر میں بریکٹ میں لکھ دیا گیا ہے۔ مثلاً صفحہ 283 پر لفظ "پکا" کے اندراج کے آگے قواعدی زمرہ (.adj) یعنی adjective یا صفت لکھ دیا گیا اور پھر باقی تفصیل دینے کے بعد آخر میں [پکی .fem] لکھ دیا گیا۔ جب کہ صفحہ 301 پر "پیارا" اور "پیاری" کو دو علاحدہ اندراجات کے طور پر لکھا گیا۔

اردو کے قواعدی زمروں کے حوالے سے ایک دلچسپ مثال حروف عطف کی ہے جن کو اس لغت میں Preposition کہا گیا ہے [مثال کے طور پر صفحہ 727 پر "سے" کو دیکھیے]۔ حالاں کہ اردو میں کوئی Pre-position نہیں ہوتی۔ اردو کے حروف عطف دراصل Postposition کہلاتے ہیں کیوں کہ یہ اسم خاص یا اسم ضمیر وغیرہ کے بعد استعمال ہوتے ہیں نہ کہ پہلے۔ مثال کے طور پر:

"He is coming from Lahore."

"وہ لاہور سے آرہا ہے۔"

پہلی مثال میں from کو preposition اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ اسم یعنی لاہور سے پہلے آیا ہے۔ دوسری مثال میں "سے" کو postposition اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اسم یعنی لاہور کے بعد آیا ہے۔ یہ دراصل اردو اور انگریزی قواعد کی تفریق پر مبنی مثال ہے۔ تاہم اس لغت کے مئولفین کو غلط معلومات دینے کے بجائے، لغت کے آغاز میں اس فرق کو واضح کر دینا چاہیے تھا۔ یوں تمام حروف عطف کو درست قواعدی زمرے سے لیبل کرنا ممکن ہو جاتا۔

استعمال(Usage)

لغات الفاظ یا ان کے کسی معنی کے حوالے سے کئی ایک طرح کی تحدیدات کرتی ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ کسی خاص میدان یا سیاق میں بولا جاتا ہے۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں استعمال کے حوالے سے لغت کے آغاز میں تفصیلی ٹیوٹوریل بھی دیا گیا ہے اور کئی الفاظ کی وضاحت ان کے استعمالاتی حوالے سے کی گئی ہے۔ مثلاً صفحہ 587 لفظ "دلّا" کے آگے (.offens) یعنی offensive لکھا گیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ اس لفظ کا استعمال اشتعال انگیز ہے۔

مثالیں(Examples)

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں مثالوں کے بجائے معنی پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ اس لیے اس میں اگر کوئی مثالیں ہیں بھی تو وہ ایک اندراج سے تشکیل پانے والے محاورات و مرکبات کی ہیں۔ یہ محاورات، ضرب الامثال اور مرکبات اس لیے شامل کیے گئے ہیں کہ ان کے معنی اہم ہیں۔ مثلاً صفحہ 404 پر "ثواب" کے اندراج کے آگے یہ محاورہ درج ہے: "ثواب نہ عذاب کمر ٹوٹی مفت میں"۔ اس سے آگے اس استعمال کی وضاحت دی گئی ہے۔ لہذا اس لغت میں بنیادی اندراجات کی وضاحت مثالوں سے نہیں کی گئی ہے۔

اشتقاقات(Etemology)

اشتقاقات کے حوالے سے کئی قوانین ہیں۔ کسی لغت میں ایک لفظ کے قریبی ترین لسانی ماخذ کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے اور اس کی تمام ماخذی زبانوں کی کھوج بھی لگائی جاسکتی ہے۔ تاہم اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں اس حوالے سے بہت ہی سادہ اصول اپنایا گیا ہے جو لغت کے آغاز میں صفحہ ستائیس پر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: "ماخذ زبان صرف اسی صورت میں دیا گیا ہے جب ایک ہی املا کے حامل دو یا زائد الفاظ زبانوں یا بنیادی مادہ زبان کے فرق سے اردو میں داخل ہوئے ہوں۔ اگر ایک ہی املا اور تلفظ کے حامل دو یا زیادہ الفاظ ایسے ہیں جن کی اصل اور ماخذ جدا ہیں تو ان کے اندراجات کو اردو ہندسوں میں شمار کا باریک نمبر دے کر الگ الگ درج کیا گیا ہے۔ اندراج کے اختتام پر اس زبان یا بولی کا نام بھی دیا گیا ہے جو اس کا ماخذ ہے۔" اگرچہ اس بیان کو مکمل طور پر اپنایا گیا ہے لیکن یہ واضح نہیں ہے کہ آخری جملے میں بولی سے کیا مراد ہے کیوں کہ اردو کی ذیلی بولیوں کو تو dialect یا بولی لکھ کر ہی بھگتایا گیا ہے یعنی ان کے کوئی نام یا علاقے نہیں بتائے گئے۔

خصوصی اجزا(Special Features)

ہوورڈ جیکسن کے مطابق کئی لغات اپنے مقابلے کی لغات سے نمایاں ہونے کے لیے عموماً کچھ خاص اجزا شامل کر دیتی ہیں۔ یہ اجزا لغت نویسی کی روایت میں اضافہ بھی ہو سکتے ہیں اور محض مارکیٹنگ کا ہتھکنڈا بھی۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت نے اردو لغت نویسی کی روایت کو ترقی دیتے ہوئے بین الاقوامی صوتیاتی انجمن کے حروف کو نہ صرف تلفظ کے لیے استعمال کیا بل کہ قاری کی تعلیم کے لیے بھی۔ اسی طرح لغت کے آغاز میں شامل "مقدمہ" اور آخر میں "انگریزی یائے اردو الفاظ" کی فہرست بھی خصوصی اجزا میں آتے ہیں۔

اس باب میں میں نے اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا لغت نویسی کے اصولوں کی روشنی میں تجزیہ پیش کیا ہے۔ اوپر دی گئی بحث کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت لغت نویسی کے زیادہ تر اصولوں پر پوری اترتی ہے۔ اس لغت کے خصوصی پہلو جن کی وجہ سے اسے تمام دو

لسانی لغات میں امتیازی حیثیت حاصل ہے ان میں سے ایک یہ کہ یہ لغت تلفظ کے لحاظ سے جدید ترین ہے اور اس کے بین الاقوامی صوتیاتی حروف کو کسی بھی اردو لغت میں پہلی مرتبہ اپنا کر تلفظ کے متعلق ابہام کافی حد تک ختم کر دیے گئے ہیں۔ دوسرا امتیاز معانی کی وضاحت ہے۔ اندراجات کے نہ صرف تمام معانی دیے گئے ہیں بلکہ ان کے محاوروں اور مرکبات میں استعمال کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ اسی طرح اردو محاورے کا متبادل انگریزی محاورہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ اوپر بیان کی گئی دو تین اغلاط کے علاوہ یہ ایک اچھی لغت ہے۔ لہٰذا اس لغت کو اب تک کی دو لسانی لغات میں سب سے بہتر کہا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ آر۔آر۔کے۔ہارٹ مین، *Teaching and Researching Lexicography*، ص ۴۔

۲۔ سریندر پی۔سنہا(Surendra P.Sinha)،*English in India*(پٹنہ: جانکی پراکشن،۱۹۷۸ء)۔

۳۔ اے محبوب(A. Mehboob)، "English as an Islamic language: A case study of Pakistani English" مشمولہ *World Englishes*، جلد ۲۸، شمارہ ۲(۲۰۰۹ء)، ص ۱۷۵۔۱۸۹۔

۴۔ ٹی۔بی۔میکالے(T.B.Macaulay)، "Minute on Indian Education" مشمولہ https://www.wwnorton.com/college/english/nael/victorian/topic_4/macaulay.htm، تاریخ ملاحظہ: ۲۰ جون ۲۰۱۷ء۔

۵۔ ایضاً۔

۶۔ بی۔بی۔کچرو(B.B.Kachru)، *The Indianization of English: The English language in India*(دہلی: اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس، ۱۹۸۳ء)

۷۔ اے۔آر۔حق(A.R.Haque)، "The position and status of English in Pakistan" مشمولہ *The English language in Pakistan* مرتبہ آر۔جے۔بومگارڈنر(R.J.Baumgardner)(کراچی: اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس، ۱۹۹۳ء)

۸۔ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان (The Constitution of Islamic Republic of Pakistan)، http://na.gov.pk/uploads/documents/1333523681_951.pdf، تاریخ ملاحظہ: ۱۷ فروری ۲۰۱۸ء۔

۹۔ آر۔ای۔ ہیمل(Hamel,R.E)، "The dominance of English in the international scientific periodical literature and the future of language use in science" مشمولہ *AILA Review*، جلد ۲۰، شمارہ ا (۲۰۰۷ء)، ص ۵۳۔۷۱۔

۱۰- حنیف کیفی، ''اردو کی دو لسانی لغات، ایک جائزہ'' مشمولہ لغت نویسی کے مسائل مرتبہ گوپی چند نارنگ (نئی دہلی: کتاب نما)، ص ۱۴۰۔۱۴۱۔

۱۱- گیان چند جین، '' علم لغت اور لفظ اصلیات'' مشمولہ اردو لغات: اصول اور تنقید مرتبہ رؤف پاریکھ (کراچی: فضلی سنز ۲۰۱۴ء)، ص ۱۴۔

۱۲۔ ایضاً۔

۱۳- ایضاً۔

۱۴۔ رؤف پاریکھ، اولین اردو سلینگ لغت (کراچی: فضلی سنز، ۲۰۱۵)، ص ۹۸۔

۱۵- نذیر آزاد، لغت نگاری: اصول و قواعد (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۲ء)، ص ۳۴۔

۱۶- ایضاً، ص ۳۵۔

۱۷- شمس الرحمٰن فاروقی، "اردو لغات اور لغت نگاری" مشمولہ لغت نویسی کے مسائل، ص ۱۰۴۔

۱۸- مولوی عبدالحق۔

۱۹- گیان چند جین، "علم لغت اور لفظ اصلیات"، ص ۱۶-۱۸۔

۲۰- رشید حسن خان، "اردو املا" بحوالہ لغت نگاری: اصول و قواعد مصنفہ نذیر آزاد، ص ۵۳۔

۲۱- نذیر آزاد، لغت نگاری: اصول و قواعد، ص ۵۶۔

۲۲- غلام مصطفیٰ خان، جامع القواعد: حصہ نحو (لاہور: اردو سائنس بورڈ ۲۰۱۲ء)، ص ۱۴۷۔

۲۳- رشید حسن خان، "املا کا اختلاف اور لغت" مشمولہ لغت نویسی اور لغات: روایت اور تجزیہ مرتبہ رؤف پاریکھ (کراچی: فضلی سنز، ۲۰۱۵ء)، ص ۴۰-۵۳۔

۲۴- نذیر آزاد، لغت نگاری: اصول و قواعد، ص ۷۱۔

۲۵- ایضاً، ص ۸۰۔

۲۶- نذیر احمد، "اردو لغت نگاری کے مسائل" مشمولہ اردو لغت نویسی:تاریخ ،مسائل اور مباحث، ص۳۳۷۔

۲۷- نجیبہ عارف، بی بی امینہ، ''لغت نویسی: اصول اور مسائل'' مشمولہ تحقیق نامہ لاہور، شمارہ ۱۸(۲۰۱۶)۔

۲۸- نذیر احمد، "اردو لغت نگاری کے مسائل، ص۳۳۹۔

۲۹- نجیبہ عارف، بی بی امینہ، ''لغت نویسی: اصول اور مسائل''۔

۳۰- نذیر آزاد، لغت نگاری:اصول وقواعد، ص۸۸۔

۳۱- مولوی عبدالحق، ''مقدمہ اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری'' بحوالہ '' اردو لغت اور لغت نگاری'' مصنفہ شمس الرحمٰن فاروقی مشمولہ لغت نویسی کے مسائل، ص۶۴

۳۲- شمس ارحمٰن فاروقی، ''اردو لغت اور لغت نگاری'' مشمولہ لغت نویسی کے مسائل، ص۶۴-۶۵۔

۳۳- نذیر احمد، "اردو لغت نگاری کے مسائل"، ص۳۳۸۔

۳۴- نذیر آزاد، لغت نگاری:اصول وقواعد، ص۹۷۔

۳۵- گیان چند جین، ڈاکٹر، "علم لغت اور لفظ اصلیات"۔

۳۶- ہاورڈ جیکسن(Howard Jackson)، *Lexicography: An introduction*(لندن: سائیکالوجی پریس، ۲۰۰۲ء)، ص۱۷۳۔۱۸۱۔

۳۷۔ ایضاً۔

۳۸۔ ایضاً۔

۳۹۔ ایضاً۔

۴۰۔ ایضاً۔

۴۱۔ ایضاً۔

باب پنجم

حاصل بحث، نتائج اور سفارشات

اس مقالے میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ ۲۰۱۳ء میں شائع ہونے والی اس دولسانی لغت کا تفصیلی جائزہ اس لیے ضروری تھا کہ ہمارے لسانی منظر نامے میں آج بھی اردو اور انگریزی سب سے اہم اور سب سے زیادہ استعمال ہونے والی زبانیں ہیں ۔ اس تحقیق کا فرضیہ یہ تھا کہ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ،لغت نویسی کے جدید اصولوں پر پوری اترتی ہے۔ تجزیے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ یہ لغت چند ایک جدید اصولوں پر پوری نہیں اترتی ہے ،۔ پھر بھی کافی حد تک یہ فرئضہ سچ ثابت ہوتا ہے۔ اس تحقیق کا پہلا مقصد برصغیر میں لغت نویسی کی تاریخ اور اردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت اور ارتقاء کو سمجھنا تھا۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے باب دوم میں ایک سیر حاصل بحث دی گئی ہے۔ اسی طرح اس تحقیق کا دوسرا مقصد اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا لغت نویسی کے اصولوں کی روشنی میں تجزیہ کرنا تھا۔ اس کے لیے پہلے باب سوم میں زیر مطالعہ لغت کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد چہارم میں اس لغت کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس تحقیق کے لیے تنقیدی و نظری خاکہ لغت نویسی کے اصولوں کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں ہارٹ میں کے چار نکاتی اصول برصغیر پاک وہند کے علم لغت کے ماہرین کے پیش کردہ نو نکاتی اصول اور ہوورڈ جیکسن کی پیش کش اور مواد پر مبنی ماڈل کو استعمال میں لایا گیا ہے۔

مقالے کا آغاز اس تحقیق کے پس منظر، تعارف اور تحقیقی طریقہ کار سے کیا گیا ہے۔ جس کے بعد برصغیر پاک وہند میں لغت نویسی کی تاریخ اور اردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان ابواب کی مدد سے موجود تحقیق کا عموی تناظر واضح ہوتا ہے۔ اس کے بعد اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا وضاحتی تعارف دے کر اس کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ اس آخری باب میں اس تحقیق کے نتائج اور مستقبل میں آنے والے محققین کے لیے سفارشات دی گئی ہیں۔

سب سے پہلے اس لغت کا مطالعہ ہارٹ میں کے چار نکاتی اصول کی روشنی میں کیا گیا۔ اس اصول کے مطابق کسی لغت کے مطالعے کے لیے i) لغت کے سیاق و تناظر ii) لغت نویس iii) لغت کی قسم اور iv) لغت کے قارئین کو جاننا ضروری ہوتا ہے۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے سیاق و تناظر کے مطالعے کے لیے

برصغیر پاک ہند کی لسانی تاریخ کا مختصراً مطالعہ کیا گیا۔ جس میں انگریزوں کی حکومت کے دوران اردو اور انگریزی دونوں زبانوں کو فارسی کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دی جانے لگی۔ قیام پاکستان کے بعد بھی یہاں انگریزی کی اہمیت مسلم رہی۔ موجودہ دور میں تو انگریزی ایک انتہائی اہم بین الاقوامی زبان کے طور پر سامنے آگئی ہے۔ اس لیے اس زبان کی اہمیت سے پاکستان جیسے ملک میں انکار ممکن ہے۔ اس تناظر میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کی اشاعت ایک اہم پیش رفت تھی کیوں کہ آج کے دور میں ایسی تمام کاوشیں جو اردو کے انگریزی زبان کے ساتھ مکالمے پر مرکوز ہوں قابل ستائش ہیں۔

ہارٹ مین کے دوسرے اصول کے مطابق کسی لغت کے سمجھنے کے لیے اس کے مولفین اور مدیران کو جاننا ضروری ہوتا ہے۔ اس ضمن میں دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس لغت کی تالیف ترتیب اور ادارت میں اعلیٰ ترین صلاحیتوں اور تجربے کے حامل لوگ شامل رہے۔ تاہم اس میں کوئی ایسا شخص شامل نہیں رہا جس کی انگریزی مادری زبان رہی ہو۔ کسی حد تک یہ اس لغت کا ایک سقم ہے۔

ہارٹ مین کا تیسرا اصول لغت کی قسم سے متعلق ہے۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ایک عموی دولسانی لغت ہے۔ اسے اگر دوسرے دو اصولوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسے دور میں کہ جب انگریزی زبان کا سکہ پوری دنیا میں چلتا ہے ایک معیاری عموی لغت کی عدم دست یابی حیران کن بات تھی۔ لہذا اس کی اشاعت ایک انتہائی خوش آئند اقدام ہے۔ یہ لغت چوں کہ کسی خاص میدان علم سے متعلق نہیں ہے اس لیے اس کے مؤلفین کے لیے ضروری تھا کہ وہ صرف دونوں زبانوں اور فن لغت نویسی کے ماہر ہوں۔

ہارٹ مین کے چوتھے اصول کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس عموی لغت کے قارئین بھی عموی نہیں۔ یعنی طالب علم، ترجمہ نگار، اساتذہ، تحقیق کار، کسی خاص علم کے ماہرین، الغرض کوئی بھی اس لغت سے استفادہ کر سکتا ہے۔ عام قارئین کی ضرورت کے پیش نظر لغت کے آغاز میں اس سے استفادے کے لیے ہدایات کا شامل

کیا جانا بھی ایک قابل تعریف عمل ہے۔ الفاظ کے تلفظ میں دلچسپی رکھنے والے قارئین کے لیے بین الاقوامی صوتیاتی انجمن کے حروف کا استعمال بھی اس لغت کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ بناتا ہے۔

زیر نظر مقالے کے تجزیے میں لغت نویسی کے عمل کے لیے رہنما اصولوں کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ ان اصولوں کے چیدہ چیدہ نقات ڈاکٹر نجیبہ عارف اور بی بی امینہ کے مقالے "لغت نویسی، اصول و مسائل" سے لیے گئے ہیں۔

ان اصولوں میں سب سے مقدم اندراجات کے اصول ہیں۔ اس ضمن میں اردو کی بولیوں کے الفاظ، بیرونی زبانوں سے اردو میں شامل ہو جانے والے الفظ، اور سلینگ کو شامل کر کے اور متروکات کو نکال کر اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت گیان چند کے اندراجات سے متعلق اصولوں پر پوری اترتی ہے۔ تاہم اس لغت میں کئی شخصیات اور جگہوں کے جو نام دیے گئے ہیں ان کے حوالے سے لغت نویسوں کے مد نظر اصول کا تعین کرنا محال ہے کیوں کہ اس لغت میں ارسطو اور ہٹلر کے نام تو دیے گئے ہیں مگر جابر بن حیان اور انار کلی کے نام اور ان کی وضاحت کہیں نہیں ملتی۔ یہ لغت ڈاکٹر نذیر آزاد کے "فحش" الفاظ سے متعلق اصول کو پورا کرتے ہوئے انہیں بھی شامل کرتی ہے۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت ترتیب اندراجات کے مسمہ اصولوں پر بھی پوری اترتی ہے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر گیان چند نے چار اصول بتائے ہیں۔ جن کو اس لغت میں اپنایا گیا ہے۔ اندراجات کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے کی گئی ہے۔ مقتدرہ قومی زبان کے شائع کردہ اردو حروف تہجی جن کی تعداد چوّن ۵۴ ہے کو استعمال کیا گیا ہے۔ ایک ہی املاء کے حامل الفاظ میں اعراب کی ترتیب کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ محاوروں کو مرکزی الفاظ کی ذیل میں درج کیا گیا ہے۔ تاہم بنیادی اندراج کے بعد تمام ذیلی اندراجات کو انگریزی متن میں شامل کیا گیا ہے جس کی ترتیب بائیں سے دائیں ہے۔

زیر مطالعہ لغت میں املاء کے تعین پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ "لیے" اور "کیجیے" میں "ء" کی بجائے "ی" کا استعمال کر کے رشید حسن خان کے اصولوں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ بیرونی زبانوں سے آنے والے الفاظ

کے املاء کے لیے ان ماخذی زبانوں کے اصولوں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ کئی مقامات پر لغت نویس جمہوری طریقہ اپناتے ہوئے ایک ہی لفظ کی ایک سے زیادہ مروّجہ املاء بھی دیتے ہیں۔

اردو علم لغت کے ماہرین لغت میں تلفظ پر زور دیتے ہوئے تو نظر آتے ہیں مگر اس سلسلے میں کوئی موزوں حل دینے سے قاصر ہیں۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر نذیر آزاد "لغت نگاری؛اصول و قواعد" میں تلفظ کی ادائیگی کے مسئلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مقدمے میں ہی مختلف علامتوں کی وضاحت کی جانی چاہیے" اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت عام علامتوں کو اپنانے کی بجائے بین الاقوامی صوتیاتی انجمن کی صوتی تختی IPA کو اپناتی ہے۔ اس طرح یہ لغت تلفظ کے صحیح اندراج کے لحاظ سے اردو میں لکھی جانے والی اب تک کی نکات میں سے بہترین ہے۔ جہاں تک سوال تلفظ کے تعین کا ہے تو اس میں بھی اکثر مقامات پر جمہوری طریقہ اپناتے ہوئے معیاری تلفظ کے ساتھ ساتھ بریکٹ میں عوامی تلفظ کو بھی دے دیا گیا ہے۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت اندراجات کی قواعدی حیثیت بھی واضح کرتی ہے۔ تاہم یہ قواعدی حیثیت انگریزی کے اصولوں کے مطابق متعین کی گئی ہے نہ کہ عربی کے۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں اندراجات کی تذکیر و تانیث کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں اندراجات کے آگے M یا Masculine یعنی مذکر اور F یا Feminine یعنی مونث لکھا گیا ہے۔ تاہم کئی ایسے الفاظ کن کی تذکیر و تانیث کے حوالے سے ماہرین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ان کے آگے M اور F لکھ کر دونوں کی موجودگی کا اقرار کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد کے مطابق لغت کا بنیادی کام تو الفاظ کے معنی دینا ہی ہوتا ہے لیکن اس سلسلے میں غلط فہمی یہ ہے کہ معنی مترادفات کے ذریعے لکھ دیئے جاتے ہیں حالانکہ الفاظ کی تشریح بھی دینی چاہیے جس سے اس کا پورا مفہوم واضح ہو۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں زیادہ تر جگہوں پر اختصار کی خاطر اردو اندراجات کے صرف مترادفات ہی دے دیئے گئے ہیں۔ تاہم جہاں جہاں وضاحت ضروری تھی وہاں تعریف بھی لکھی گئی اور اندراج

کے متعلق محاورے اور ضرب الامثال بھی درج کی گئی ہیں اس میں محاوروں اور ضرب الامثال کا لغوی ترجمہ کرنے کی بجائے بامحاورہ ترجمہ دیا گیا ہے۔ جو کہ یقیناً ایک بڑی خوبی ہے۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں معنی کی وضاحت کے لیے کوئی تصاویر یا خاکے نہیں دیئے گئے۔

روایتی لغات کے برعکس اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کسی لفظ یا اس کے تلفظ کی سند کے لیے شعر و شاعری سے لی گئی مثالیں درج کرنے کی بجائے ضرالامثال پر انحصار کرتی ہے جس سے اس لغت میں ادبی سے زیادہ عوامی رنگ آتا ہے۔ موجودہ دور میں سند کے لیے کورپس یعنی وسیع مشینی ذخیرہ الفاظ سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ تاہم اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں کورپس سے استعادہ نہیں کیا گیا ہے۔

زیر مطالعہ لغت میں دوسری زبانوں سے آنے والے الفاظ کے لسانی ماٰخذ کو درج کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں لغت کے اندر اردو میں شامل ہونے والے گیارہ زبانوں کے الفاظ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اردو کی مقامی بولیوں سے متعلق الفاظ کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ تاہم ڈاکٹر نذیر احمد کی یہ بات درست ہے کہ کئی الفاظ جو مختلف زبانوں سے ہوتے ہوئے اردو میں آئے ہیں ان کی اصل معلوم کرنا ایک خاصا مشکل عمل ہے۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں اشتقاقات کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ ایک دو لسانی لغت ہے جس میں کسی لفظ کے ارتقاء اور مادے سے اشتقاق تک کے سفر ہر بحث اس لغت کا کام نہیں۔

زیر نظر مقالے میں ہوورڈ جیکسن کے اصولوں کی روشنی میں بھی اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ ہوورڈ جیکسن اپنے اصولوں کو دو زمروں میں پیش کرتا ہے۔ ایک پیش کش اور دوسرا مواد۔ پیش کش کے حوالے سے جب اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے صفحے کی وضع کاری کا مطالعہ یا گیا تو معلوم ہوا کہ حجم کے اعتبار سے یہ ایک معیاری صحکہ ہے جس میں صفحے کا کل سائز "7 × "9.5 انچ ہے جس میں سے ×"8 "6 انچ حوض ہے جبکہ "1 × "1.5 انچ حاشیے کے لیے چھوڑا گیا ہے۔ ہر صفحہ دو کالموں میں تقسیم ہے جن میں سے ہر ایک کالم ایک علیحدہ صفحے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ ذیلی حاشیے کو بین الاقوامی صوتیاتی انجمن

کی اردو سے متعلق اصوات کو درج کر کے استعمال کیا گیا ہے۔ یوں صفحے کی وضع کاری میں لغت کی جمالیات کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے اور جگہ کے بہترین استعمال کو بھی۔

زیرِ مطالعہ لغت کے اندراجات کی وضع کاری کو دیکھا جاءے تو معلوم ہو گا کہ اس میں ہوورڈ جیکسن کے اصول کے بر عکس اندراجات کو روایتی انداز میں یعنی سر لفظ اور اس کے ذیلی الفاظ کو ایک ہی جگہ پر پیش کیا گیا ہے۔ شاید اسی وجہ سے زیادہ تر اندراجات کی لمبائی زیادہ ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ قاری کو ایک لفظ سے متعلق تمام معلومات ایک ہی جگہ پر مل جاتی ہیں۔ اسی طرح ہوورڈ جیکسن کے مطابق روایتی لغات کے بر عکس جدید لغات میں مخففات کا استعمال کم ہو گیا ہے تاہم اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اس میں مخففات کا استعمال با کثرت کیا گیا ہے۔

مواد کے اعتبار سے بھی اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کسی حد تک ایک روایتی لغت سے موجودہ دور کی زیادہ تر لغات سائنس اور ٹیکنالوجی کی اصطلاحات کو اپنے ذخیرہ الفاظ میں شامل کر کے اپنی جدت پر نازاں نظر آتی ہیں تاہم زیرِ مطالعہ لغت میں جدید الفاظ اور اصطلاحات کی کوئی قابل ذکر تعداد موجود نہیں ہے۔ اس لغت میں نا تو "موبائل" کا لفظ دیا گیا ہے اور نہ ہی "طالبان" کا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سے زیادہ الفاظ شایدہ اس لیے بھی شامل نہیں کیے گئے کہ یہ الفاظ دراصل اردو کے نہیں ہیں بلکہ انگریزی زبان کے ہیں۔

الفاظ کی تشکیل کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ اس ضمن میں زیر مطالعہ لغت میں کوئی یکساں اصول استعمال نہیں کیا گیا ہے، یعنی کچھ سابقوں سے تشکیل پانے والے مرکبات کو ذیلی اندراج کے طور پر شامل کیا گیا ہے جبکہ کچھ کو علیحدہ سر لفظ کی حیثیت دی گئی ہے۔

اس لغت میں ہم املاء مگر مختلف المعانی الفاظ کو علیحدہ سر لفظ کے طور پر لکھا گیا ہے جس سے قاری کے لیے خاصی سہولت پیدا ہوتی ہے۔

معانی کی تقسیم کو دیکھا جائے تو اردو میں ہزاروں ایسے الفظ ہیں جن کے ایک سے زیادہ معنی ہیں۔ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں ایک لفظ کے مختلف معانی کو ہندسے کی مدد سے علیحدہ تع لکھا گیا ہے مگر ایک لفظ کا بنیادی معانی کونسا ہے اور اس کا تعین کیسے کیا گیا ہے یہ معلوم نہیں ہے۔

الفاظ کی وضاحت کے لیے جہاں ضروری تھا اس لغت یں مترادفات کے ساتھ ساتھ وضاحت بھی دے دی گئی ہے۔

تلفظ کے اعتبار سے یہ لغت آئی-پی-اے کا استعمال کر کے اردو کی اب تک کی تمام لغات سے بہتر لغت ہے۔تاہم جہاں تک ہوورڈ جیکس کے لیجے سے متعلق اصول کی بات ہے یہ مسئلہ اس لغت میں بھی یوں موجود ہے کہ اس میں ایک لفظ کے ایک لہجے سے متعلق تو تلفظ بیان کر دیا گیا ہے لیکن اسی لفظ کے دوسرے لہجوں سے متعلق تلفظ نہیں دیئے گئے ہیں۔ جس سے یہ لگتا ہے کہ یہ لغت بھی اس تناظر میں معیار بندی کے لیے کوشاں ہے۔

قواعد کیر دے دیکھا گیا تو اس لغت میں ہوورڈ جیکسن کے اصول پر پورا اترتے ہوئے تمام بنیادی قواعد دیئے گئے ہیں۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت استعمال سے متعلق بھی وضاحت دیتی ہے جو کہ ہوورڈ جیکسن کے اصولوں کے مطابق ہے۔

اس لغت میں اندراجات کی مثالیں شعر وشاعری یا اخبارات سے لینے کی بجائے اردو کے محاوروں سے لی گئی ہیں۔

ہوورڈ جیکسن کی لغت نویسی پر بحث کو مد نظر رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر اچھی نئی لغت، لغت نویسی کی روایت میں اضافہ کرتی ہے۔اس ضمن میں اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت نے بین الاقوامی صوتیاتی انجمن کے حروف کو تلفظ کی خاطر اور قاری کی تعلیم کے لیے استعمال کیا ہے جو کہ اردو لغت نویسی کی

تاریخ میں ایک اہم سنگ میل ہے۔ اسی طرح لغت کے آغاز میں اور آخر میں انگریزیائے گئے اردو الفاظ کی فہرست بھی اردو انگریزی لغت نویسی میں ایک نیا باب اور قابل قدر اضافہ ہے۔

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے نقائص

اب تک کے تجزیے اور بحث سے یہ بات تو طے ہے کہ اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت، اردو سے انگریزی لغت نویسی کی روایت میں ایک انتہائی قابل قدر اضافہ ہے تاہم جیسا کہ ہر انسانی کام میں کچھ کامیاں موجود ہوتی ہیں۔اس میں بھی چند ایک نقائص موجود ہیں۔ جنہیں یقیناً آنے والی اشاعتوں میں درست بھی کیا جاسکتا ہے۔

- ایک لفظ یا سابقے سے متعلق تمام ذیلی اندراجات کو ایک جگہ پر لکھنے سے قاری کے لیے مطلب کے لفظ یا محاورے کو ڈھونڈنا مشکل ہو سکتا ہے۔
- مخففات کا زیادہ استعمال بھی قرأدوستی کے اصولوں کے خلاف ہے۔
- جدید نوعیت کے الفاظ کو شامل نہ کرنا۔ قاری کو اردو کے ایک بڑے ذخیرے سے محروم کرنے کے مترادف ہے۔
- چند الفاظ کے معانی میں غلطی دیکھی گئی ہے جس کی تصیح ضروری ہے۔ مثلاً صفحہ نمبر 924 پر "گئی رات" میں گئی کا مطلب Went لکھا گیا ہے لیکن اس کا اصل معنی Gone بنتا ہے۔
- ایک ہی اندراج کے مختلف لہجوں سے متعلق تلفظات کا درج نہ ہونا بھی اس وقیع لغت میں سقم ہے۔
- قواعد میں Post-Position کو Preposition لکھنا بھی ایک غلطی ہے۔

سفارشات

اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت کے سیر حاصل مطالعے کے بعد لغت نویسوں اور محققین کے لیے درج ذیل سفارشات مرتب کی جاتی ہیں۔

- دو لسانی لغت کے مولفین اور مدیران کی ٹیم ایسے لوگوں پر مشتمل ہونی چاہیے جن میں سے کچھ کی مادری زبان ایک ہو اور کچھ کی دوسری۔
- لغت میں شامل اندراجات کے معنی، تلفظ وغیرہ کے تعین کے لیے کمپیوٹرائی مواد یعنی کورپس سے مدد لی جانی چاہیے۔
- اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت میں شامل اندراجات کے سر لفظ اور ذیلی اندراجات کو اردو ترتیب یعنی دائیں سے بائیں لکھا جانا چاہیے۔
- مخففات کا استعمال کم سے کم کرنا چاہیے۔
- سر لفظ یا ذیلی اندراج کے تعین کے لیے کوئی یکساں اصول اپنایا جانا چاہیے۔
- اردو میں شامل ہونے والے جدید الفاظ کو بھی اردو انگریزی لغات میں شامل کیا جانا چاہیے۔
- دوسری زبانوں یا اردو کے مختلف لہجوں سے آنے والے الفاظ کے اصلی تلفظ کو بھی آئی-پی-اے میں لکھنا چاہیے۔
- اردو حروف عطف کا انگریزی ترجمہ Post-Position ہونا چاہیے.
- اس لغت کا ایک آن لائن ایڈیشن بھی بنایا جانا چاہیے جس میں تلفظ کو سمجھنے کے لیے اندراج کو سننے کا آپشن بھی ہونا چاہیے۔
- اس لغت کا دوسری اردو انگریزی لغات کے ساتھ تقابلی جائزہ لیا جانا چاہیے۔

کتابیات

اختر، سلیم۔اردو زبان کی مختصر ترین تاریخ۔لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۸ء۔

انصاری، محمد ضیاءالدین۔اردومثنوی کی فرہنگ۔نئی دہلی:لبرٹی آرٹ پریس،۱۹۹۸ء۔

آزاد، نذیر۔"اردو لغت نگاری: مستشرقین کا حصہ" مشمولہ اردولغت نویسی:تاریخ،مسائل اور مباحث۔رؤف پاریکھ(مرتب)۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۲۰۱۰ء۔

باقر،آغامحمد۔مقالاتِ محمد حسین آزاد۔لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۶ء۔

بدخشانی،مقبول(مؤلف)۔خیر ذر اللغات فارسی-اردو۔لاہور:فیروز سنز لمیٹڈ،۲۰۰۴ء۔

پاریکھ،رؤف۔ایک مختصر لغت۔کراچی:اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس،۲۰۰۹ء۔

۔۔۔۔۔۔(مرتب)۔اردولغت نویسی:تاریخ،مسائل اور مباحث۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۲۰۱۰ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ (مرتب)۔اوکسفرڈاردوانگریزی لغت۔ کراچی :اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس ، ۲۰۱۳ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔(مرتب)۔اردو لغات:اصول اورتنقید۔کراچی: فضلی سنز،۲۰۱۴ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔(مرتب)۔لغت نویسی اورلغات:روایت اورتجزیہ۔کراچی: فضلی سنز ، ۲۰۱۵ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔لغوی مباحث۔لاہور: مجلس ترقی ادب،۲۰۱۵ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔اولینااردوسلینگ لغت۔کراچی: فضلی سنز،۲۰۱۵ء۔

تخلیقی ادب اسلام آباد۔شمارہ ۱۰(۲۰۱۳ء)

تعبیر اسلام آباد۔شمارہ ۲(جولائی تادسمبر ۲۰۱۵ء)

تعبیر اسلام آباد۔ شمارہ ۳(جنوری تاجون ۲۰۱۶ء)

تعبیر اسلام آباد۔ شمارہ ۴(جولائی تادسمبر ۲۰۱۶ء)

جالبی، جمیل۔تاریخ ادب اردو۔جلداوّل۔لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۵ء۔

جلالپوری، محمد اسحاق وتاج محمد (مرتب)۔درسی اردو لغت۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۲۰۰۴ء۔

جین، گیانچند۔تحقیق کا فن۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۲۰۰۷ء۔

چغتائی، محمد اکرم،*Falcon's English- Urdu Dictionary*۔لاہور:اردوسائنس بورڈ، ۱۹۸۲ء۔

حسین، آغاافتخار۔یورپ میں تحقیقی مطالعے۔لاہور: مجلس ترقی ادب،۱۹۶۷ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔یورپ میں اردو۔لاہور :مرکزی اردوبورڈ،۱۹۶۸ء۔

حسینی، ایس۔کے۔"اردولغت نویسی اورایل انگلستان"مشمولہ سہ ماہی افکار۔شمارہ۳۳(اپریل۱۹۸۱ء)

حقی، شان الحق۔فرہنگ تلفظ۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۲ء۔

خان، غلام مصطفی۔جامع القواعد:حصہ نحو۔لاہور:اردوسائنس بورڈ،۲۰۱۲ء۔

خیابان پشاور،(۲۰۱۴ء)

درانی، عطش۔اردوزبان اوریورپی اہل قلم۔لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،۱۹۸۷ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔اردواورلسانی پالیسی۔اسلام آباد: شاخ زریں،۲۰۱۴ء۔

درخشانی، مقبول بیگ۔فیروز اللغات(فارسی۔اردو)۔لاہور: فیروزسنز،۲۰۰۴ء۔

دریافت اسلام آباد۔شمارہ۱۵(جنوری۲۰۱۶ء)

دہلوی، سیداحمد۔فرہنگ آصفیہ۔دہلی: ترقی اردوبیورو،۱۹۹۰ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔فرہنگ آصفیہ۔لاہور، مشتاق بک کارنر، ۲۰۱۵ء۔

رشید، صفدر۔مغرب کے اردولغت نگار۔لاہور: شرکت پرنٹنگ پریس،۲۰۱۵ء۔

رضیہ نور محمد۔اردوزبان وادب میں متشرقین کی علمی خدمات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ۔لاہور مکتبہ خیابان ادب،۱۹۸۵ء۔

سرہندی، وارث۔کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ۔جلد سوم۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ۔جلد دوم۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ۔ جلد ششم۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔علمی اردو لغت۔لاہور: (علمی بک پبلشنگ)، ۱۹۹۳ء۔

۔۔۔۔۔۔۔۔کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ۔جلد ہفتم۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء۔

سید، جابر علی۔کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ۔جلد اوّل۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۴ء۔

شاہجہانپوری، ابو سلمان۔کتابیات لغات اردو۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء۔

صدیقی، ابواللیث۔ادب ولسانیات۔کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۰ء۔

صدیقی، محمد عتیق۔گلکرسٹ اور اس کا عہد۔دہلی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۹ء۔

عالمگیر، اورنگ زیب۔لغات ومحاوراتِ ناسخ۔جامعہ پنجاب: ادارہ تالیف وترجمہ، ۲۰۱۱ء۔

عبدالحق۔لغت کبیر (اردو)۔جلد اوّل۔کراچی: انجمن ترقی اردو، س۔ن۔

عقیل، معین الدین۔اردو تحقیق صورتِ حال اور تقاضے۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء۔

فیروزالدین، مولوی۔فیروز اللغات اردو (جامع)۔لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۲۰۱۱ء۔

قریشی، وحید۔اردو ادب کا ارتقاء: ایک جائزہ۔لاہور: القمر انٹرپرائزز، ۲۰۰۶ء۔

لکھنوی، اثر۔کتب لغت کا تحقیقی ولسا نی جائزہ۔جلد پنجم۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۲ء۔

۔۔۔۔۔۔کتب لغت کا تحقیقی ولسا نی جائزہ۔جلد چہارم۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء۔

معیار اسلام آباد۔شمارہ ۱۱(جنوری تاجون ۲۰۱۴ء)

معیار اسلام آباد۔شمارہ ۵(جنوری۔جون ۲۰۱۱ء)

مینائی، امیر۔امیر اللغات۔جلد سوم۔رؤف پاریکھ(مرتب)۔لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء۔

ندوی، سید سلیمان۔نقوش سلیمانی۔کراچی: اردو اکیڈمی سند، ۱۹۶۷ء۔

نیر، نورالحسن۔نور اللغات۔جلد دوم۔اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۶ء۔

ہاشمی، مسعود۔اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ۔دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۲ء۔

International Islamic Univ.
CENTRAL
LIBRARY
ISLAMABAD